نائب مُدیر

حکیم قاضی محمد طفیل عابد جلالی

سرکولیشن
محمد فرحان الدین قادری

کمپوزنگ
شیخ ذیشان احمد قادری

مشاورت

علامہ شاہ تراب الحق قادری
الحاج شفیع محمد قادری
علامہ ڈاکٹر حافظ عبدالباری
منظور حسین جیلانی
حاجی عبداللطیف قادری
ریاست رسول قادری
حاجی حنیف رضوی
کے . ایم . زاھد

دائرے میں سرخ نشان
ممبرشپ ختم ہونے کی علامت ہے
زرتعاون ارسال فرماکر مشکور فرمائیں

سیکریٹری اشتہارات
سید محمد خالد قادری

ھدیہ فی شمارہ =/15 روپیہ، سالانہ 150 روپیہ، بیرونی ممالک =/10 ڈالر سالانہ، لائف ممبرشپ -/300 ڈالر

نوٹ: رقم دستی یا بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ بنام "ماہنامہ معارف رضا" ارسال کریں، چیک قابل قبول نہیں۔

25 جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی (74400)، فون: 021-7725150
فیکس: 021-7732369، ای میل: marifraza@hotmail.com

(پبلشرز مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی سے شائع کیا)

آئینہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اپنی بات

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

عقیدۂ ختم نبوت اصلِ ایمان ہے

کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ماہِ ستمبر کی آمد ان ہزاروں اسیرانِ وفا اور شہیدانِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی یاد تازہ کرتی ہے جنہوں نے ناموسِ رسالت کی حفاظت اور تحفظِ ختم نبوت کی خاطر ۱۹۵۲ء سے ۱۹۷۴ء تک اپنی جانوں کے نذرانے خندہ پیشانی سے پیش کئے، جس کے نتیجہ میں بالآخر ۷ستمبر ۱۹۷۴ء کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے غلام قادیانی کذاب اور اس کو نبی/مجدد ماننے والوں کو غیر مسلم (کافر) قرار دیا۔

ختم نبوت کا مسئلہ ایمان اور اعتقاد کے اعتبار سے بنیادی اہمیت کا حامل ہے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ اس عقیدے کا تعلق اسلام اور کفر سے ہے۔ قرآن حکیم اور ارشادات نبوت علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء تمام مسلمانوں کے لئے ہدایت ورہنمائی کے اصل سرچشمے ہیں۔ انہی سرچشموں کی روشنی میں گذشتہ سوا چودہ سو (۱۴۲۵ھ) سال سے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لیکر آج تک امت کے تمام طبقے، کیا علماء کیا عوام، اسے ایمان کا جزءِ خصوصی سمجھتے اور مانتے چلے آئے ہیں۔ اگر رسالت و نبوت کے اس اہم مسئلہ کے سلسلہ میں ہمارے ذہن تشکیک کا شکار ہوں گے تو ہم کبھی منزلِ مراد کو نہ پاسکیں گے اور دونوں جہانوں میں رسوائی ہمارا مقدر ہوگی۔ سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اگر اللہ جل مجدہٗ نبیِ اُمّی ﷺ (ہمارے ماں باپ آپ پر قربان) کے بعد دوسرا کوئی نبی بھیجتا یا بھیجنے کا ارادہ فرماتا تو قرآن مجید میں اس کا واضح اشارہ ہوتا، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے برعکس قرآنِ کریم میں متعدد ایسی آیاتِ کریمہ موجود ہیں جن میں نبی رؤف رحیم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا اعلان صاف اور واضح الفاظ میں موجود ہے۔ مثلاً:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط (الاحزاب:۳۳/۴۰)

''یعنی محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے''۔ (کنزالایمان)

ختمِ نبوت کی ایک واضح دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ مالک ومولیٰ نے اپنے حبیبِ لبیب سرورِ ہر دوسرا ﷺ کو تمام بنی نوع (جن وانس) کی ہدایت کیلئے بھیجا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (سبا:۳۴/۲۸)

''اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے کہ تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے، خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے''۔ (کنزالایمان)

خود سید انس وجاں، جانِ جانِ جہاں، تاجدارِ حل اتی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ

''یعنی بیشک رسالت اور نبوت ختم ہوگئی اس لئے میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا نہ کوئی نبی''۔ (ترمذی ومسند امام احمد بروایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سورۂ سبا کی مذکورہ بالا آیت کریمہ کے آخری ٹکڑے میں اللہ تبارک وتعالیٰ یہ خبر بھی دے رہا ہے کہ اے میرے حبیب مکرم تمہارے نزول وحی کے زمانے میں اور قیامت تک بعد کے زمانے میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو جہالت یا تم سے بغض کی بناء پر تمہاری رسالت کا انکار کریں گے یا تمہارے مقابلے میں جھوٹے نبی کھڑے کریں گے۔ خود آقا و مولیٰ سید عالم ﷺ نے بھی بہت واضح الفاظ میں اس امر کی پیشن گوئی فرمائی ہے:

سَيَأْتِیْ مِنْ بَعْدِیْ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابُوْنَ دَجَّالُوْنَ كُلُّهُمْ يَدَّعِی النُّبُوَّةَ اَلَا اِنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (بسند مسند امام احمد راوی حضرت ثوبان وحضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

''یعنی میرے بعد تیس (۳۰) جھوٹے دجّال آئیں گے، یہ سب نبوت کا دعویٰ کریں گے، خبردار رہنا (ان کی باتوں میں نہ آنا) اب میرے بعد کوئی بھی نبی نہ آئے گا''۔

غرضیکہ سید ہر دوسرا احمد مجتبیٰ نبی المصطفیٰ، رسول المرتضیٰ، محمد رسول اللہ ﷺ کے نبی آخر الزماں ہونے پر چودہ سو (۱۴۰۰) سال سے امّت کا اجماع ہے اور نصوصِ قرآنیہ اور احادیثِ مبارکہ سے ثابت۔ لیکن تاریخ شاھد ہے کہ ہر دور میں اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف یہود و نصاریٰ اور دیگر کفار و مشرکین زمانہ سازشیں کرتے رہے ہیں تاکہ عقائدِ اسلام کو مسخ کیا جاسکے اور اور سید عالم ﷺ کی محبت مسلمانوں کے دلوں سے نکال کر ان کے اتحاد و یکجہتی اور قوت و سلطنت کو پارہ پارہ کیا جاسکے۔

سب سے پہلے نبوت کے ان جھوٹے دعویداروں کے خلاف علم جہاد جس ذات گرامی نے بلند کیا وہ اصدق الصادقین سید الاتقیاء، افضل الخلائق بعد الانبیاء، یارِ غار رسول، خلیفۃ الرسول بلافصل سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ پھر انہی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہر عہد میں علمائے راسخین فی العلم، اولیاء کاملین اور مومنینِ اولوالامر نے ان دجّالوں کے خلاف قلمی اور سیفی جہاد جاری رکھا اور ان کا قلع قمع کیا۔ دورِ جدید یعنی بیسویں صدی عیسوی اور چودھویں صدی ہجری مسلمانانِ عالم خصوصاً مسلمانانِ ہند کے لئے فتنہ و فساد کا دور تھا، ان کے ایمان و عقائد پر ڈاکے ڈالنے کے لئے انگریزوں کی ایما پر وہابیت اور چکڑ اوالیت کی طرح قادیانیت کا فتنہ پیدا کیا گیا۔ قادیان (مشرقی پنجاب، ہند) سے ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی، نبوت کے جھوٹے دعویدار کی حیثیت سے کھڑا کیا اور ہر طرح سے اس کو تحفظ دیا اور مالی اعانت۔ قادیانیت کا فتنہ مسلمانانِ عالم کے خلاف ایک نہایت گھناؤنی سازش ہے جو جسدِ ملّتِ اسلامی میں ایک کینسر کی حیثیت رکھتی ہے۔

علمائے اہلسنّت نے، جنہوں نے ہر دور میں اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ انجام دیا ہے اور تاریخ کے ہر موڑ پر اسلام اور ہادیٔ اسلام ﷺ کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے کی سرکوبی کی ہے، ختمِ نبوت کے منکرین کا سخت رد کر کے ان کے سر اٹھانے سے پہلے ہی انہیں کچل دیا ہے۔ چنانچہ ہمیشہ کی طرح اس فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے بھی ان کا کردار روزِ اول سے بہت شاندار رہا ہے۔ تقریباً برصغیر پاک و ہند بنگلہ دیش کے سو (۱۰۰) سے زیادہ علمائے اہلسنّت نے اس قلمی جہاد میں حصہ لیا، ان سب کے سرخیل امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہ العزیز ہیں، لیکن قادیانیت کے خصوصی رد کے حوالے سے دو شخصیات کی تصانیف اور فتاویٰ نے سب سے زیادہ شہرت پائی، جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

۱.........اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی حنفی بریلوی،

۲.........حضرت پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمہما اللہ تعالیٰ

برصغیر پاک و ہند بنگلہ دیش میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کا وہ پہلا علمی خانوادہ ہے جہاں سے منکرینِ ختم نبوت اور قادیانیت کا سب سے پہلے رد کیا گیا۔ امام احمد رضا محدث بریلوی (۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء.....۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) چودھویں صدی ہجری کے ایک یگانۂ روزگار عالمِ دین، عرب و عجم کے مرجع فتاویٰ جن کے پاس بلادِ عرب و عجم، افریقہ، چین، امریکہ اور یورپ سے بیک وقت پانچ پانچ سو استفتاء مسائلِ دینیہ وجدیدہ کی دریافت کیلئے آتے تھے۔ وہ اپنی جرأتِ ایمانی اور اظہار و اعلائے کلمۃ الحق کے اعتبار سے ''لایخافون لومۃ ولائم'' کے صحیح مصداق تھے۔ انہوں نے اپنی تمام زندگی عقائدِ اسلامیہ کا پہرہ دیتے گزاری، ان کا قلم غیرتِ ایمانی کا علمبردار، عشقِ نبی الامی ﷺ کا ترجمان، تحفظِ عظمتِ الٰہی و ناموسِ رسالت کا سیف بردار پہرہ دار، اور اشداء علی الکفار ورحماء بینھم کا آئینہ دار نظر آتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کا قلمِ حق ترجمان اس دور کے تمام دینی اور اعتقادی فتنوں کا سختی سے محاسبہ کرتا نظر آتا ہے۔ ان کے قلم کی تحریر اور تنقید ''البغض للہ ولحب اللہ'' کا مظہر ہے۔ وہ قرآنی فتویٰ ''الکفر ملّت واحدۃ'' کے تحت ہندوستان کے بت پرستوں (مشرکوں) اور امریکہ و یورپ کے یہود و نصاریٰ کے درمیان کوئی فرق روا نہیں رکھتے۔ مسلمانوں کا ان سے ہر طرح کے وداد و محبت کے رشتہ کو حرام قرار دیتے ہیں، وہ گاندھی نوازوں اور قادیانی نوازوں میں بھی کسی فرق کے روادار نہیں اور عموماً دونوں کے یکساں حکم بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے منصب و مقامِ نبوت و رسالت، مہماتِ مسائلِ دینیہ، علومِ نقلیہ و عقلیہ قدیمہ و جدیدہ کے بیان میں ایک ہزار سے زیادہ چھوٹے بڑے رسائل تصنیف کئے ہیں جو سو سے زیادہ مختلف علوم و فنون پر ان کی کمالِ دسترس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے معاصر جید علماءِ ہند، سندھ اور علمائے حرمین شریفین (جن میں شرق سے غرب تک عرب کے دیگر بلاد کے علماء بھی شامل ہیں) نے آپ کے فضل و کمال، تبحرِ علمی کو نہ صرف سراہا ہے بلکہ آپ کی دقّتِ علمی، تحقیق و تدقیق اور علمی فتوحات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے آپ کی ہستی کو امام العصر، نابغۂ روزگار، فریدِ وحید، مجددِ وقت، امام المحدثین، اللہ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت اور خاتم النبیین ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ قرار دیا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی فرماتے ہیں:

''قادیانی مرتد منافق ہیں، مرتد منافق وہ کہ کلمۂ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی

کی توہین کرتا یا ضروریاتِ دین میں سے کسی شئی کا منکر ہے، قادیانی کے پیچھے نماز باطلِ محض، قادیانی کو زکوٰۃ دینا حرام ہے اور اگر ان کو دے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، قادیانی مرتد ہے اس کا ذبیحہ محض نجس و مردار، حرام قطعی ہے، مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانیوں کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم وناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے'' (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو احکام شریعت، حصہ اول، مصنفہ امام احمد رضا)

قادیانیت کے خلاف امام احمد رضا محدثِ بریلوی کا ایک اہم تحریری کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۵ء میں ایک استفتاء مدینہ طیبہ اور مکۃ المکرّمہ کے علماء کی خدمت میں بھیجا تھا جن میں قادیانی کے علاوہ دیوبند کے چند علماء کی عبارات بھی شامل تھیں جن کے بارے میں سوال تھا کہ یہ کفریہ ہیں یا نہیں اور ان کے قائل اور محرر پر بحکم شریعت کفر کا حکم ہے یا نہیں؟ ان میں سرفہرست مرزا غلام قادیانی کا ذکر تھا۔ یہ فتویٰ بعد میں ''حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین'' کے نام سے شائع ہوا جس پر حرمین شریفین کے ۳۵ رعلماء کی تصدیقات ہیں۔

آپ کے مجموعہ فتاویٰ، فتاویٰ رضویہ میں بھی متعدد فتاویٰ قادیانیت کی رد میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ محدث بریلوی قدس سرہٗ نے قادیانیت/مرزائیت کے رد میں متعدد مستقل رسائل بھی تحریر فرمائے جن کے اسماء یہ ہیں:

(۱) جزاء اللہ عدوہ باباءہٖ ختم النبوۃ (۲) المبین ختم النبیین (۳) قہر الدیان علیٰ مرتد بقادیان
(۴) السوء والعقاب علی المسیح الکذاب (۵) الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی (۶) حاشیہ المعتقد المنتقد علی المعتمد المستند

مندرجہ بالا رسائل میں سے ''السوء و العقاب علی المسیح الکذاب ، الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی'' اور ''المبین ختم النبیین'' یہ تینوں رسائل ''القادیانیۃ'' (۱۴۲۱ھ/نومبر۲۰۰۰ء) کے نام سے اور جزاء اللہ عدوہ باباءہٖ ختم النبوۃ ''محمد ﷺ خاتم النبیین'' (۱۴۲۳ھ/ اگست۲۰۰۲ء) کے عنوان سے الدار الثقافیہ للنشر، اور مطبع دار البیان للطبع والنشر والتوزیع، قاہرہ مصر سے علمائے ازہر کی تقریظات کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں حضور اکرم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے انکار اور عقیدۂ ختم نبوۃ سے انحراف کا فتنہ پہلی بار اس وقت منظرِ عام پر آیا جب مولوی احسن نانا توی (م-۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء) نے قیام بریلی کے دوران جب کہ وہ حکومت برطانیہ کی ملازمت میں تھے (۱۸۵۱ء تا۱۸۶۰ء) اثر ابن عباس کی بنیاد پر اپنے اس عقیدہ کا واضح تحریری اعلان شائع کیا کہ اللہ کے حبیبِ لبیب ﷺ کے علاوہ بھی ہر طبقۂ زمین میں ایک خاتم النبیین اور ''محمد'' موجود ہیں۔ امام الاتقیا علامہ نقی علی خان علیہ الرحمۃ (والدِ ماجد امام احمد رضا) نے احسن نانا توی کی سخت گرفت فرمائی اور ایسے عقیدہ والے کو گمراہ اور بد دین قرار دیا۔ علماء بریلی، بدایوں، رامپور بشمول علامہ مفتی ارشاد حسین فاروقی رامپوری علیہ الرحمۃ استاد مولوی احسن نانا توی نے علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمۃ کے فتویٰ کی تائید کی جبکہ احسن نانا توی کے قریبی رشتہ دار مولوی قاسم نانا توی نے جو مدرسہ دیوبند کی انتظامیہ میں وہابیوں کے غلبہ کے بعد اس مدرسہ کے مہتمم ہوئے، ان کی حمایت میں ''تحذیر الناس'' نامی کتاب تحریر کی اور وہ اپنے عزیز کی حمایت میں اس قدر بڑھ گئے کہ انہوں نے یہاں تک لکھ دیا:

> ''سو عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاءِ سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں، مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، پھر مقامِ مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے''

پھر دوسری جگہ تحریر کیا ہے:

> ''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے''

یہی وہ دل آزار تشریح ہے جس نے انیسوویں صدی کی آخری دہائی میں ملت اسلامیانِ ہند میں تفرقہ ڈالا اور ایک نئے فرقے کو جنم دیا۔ آگے چل کر تحذیر الناس کی اسی عبارت نے مرزا غلام قادیانی کذاب کی جھوٹی نبوت کے دعویٰ کے لئے مضبوط بنیاد فراہم کی جس کو آج تک قادیانی بطور دلیل پیش کرتے چلے آئے ہیں، حتیٰ کہ ۷ر ستمبر۱۹۷۴ء کو جب پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کیلئے دلائل دیئے جار ہے تھے، تو قادیانیوں کے نمائندہ مرزا طاہر نے اپنے مسلمان ہونے کے دفاع میں مولوی قاسم نانا توی صاحب کی ان عبارات کو بطور دلیل پیش کیا جس کا جواب مفتی محمود صاحب سمیت کسی دیوبندی عالم سے نہ بن پڑا البتہ مولانا شاہ احمد نورانی اور

علامہ عبد المصطفیٰ الازہری علیہا الرحمۃ نے گرجدار آواز میں کہا کہ ہم اس عبارت کے محرر اور اس کے قائل دونوں کو ایسا ہی کافر سمجھتے ہیں جیسا قادیانیوں کو اور یہ کہ اس سلسلے میں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا مرتبہ اور علماء حرمین شریفین کا تصدیق شدہ فتویٰ ''حسام الحرمین'' اسمبلی میں پیش کیا جا چکا ہے۔ مزید حیرت و افسوس کی بات یہ ہے کہ جناب مفتی محمود صاحب کی جماعت جمعیت علماءِ اسلام ہی کے دو معزز ارکان مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبد الحکیم صاحبان نے قادیانیت کے خلاف پیش کردہ قرارداد پر قومی اسمبلی میں موجود ہونے کے باوجود دستخط نہیں کئے لیکن نہ تو مفتی محمود صاحب نے، نہ ان کی جماعت نے اور نہ ہی کسی دیوبندی عالم نے ان دونوں کے خلاف کوئی تادیبی کاروائی کی یا بیانِ مذمت دیا یا اخبارات میں مضمون لکھا۔ بہر حال مرزا غلام قادیانی کے عقائد فاسدہ کی تردید و تکفیر کے ساتھ ساتھ ''تحذیر الناس'' کی مذکورہ عبارات کی تائید و حمایت وہی شخص کر سکتا ہے جو عین نصف النہار کے وقت آفتاب کے وجود کے انکار کی جرأت کرے یا پھر جس کی ذہنی کیفیت صحیح نہ ہو۔ غرضیکہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے قادیانی اور دیگر دینی فتنوں کے خلاف زندگی بھر جہاد بالسیف جاری رکھا اور ان کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادگان، خلفاء، مریدین اور متوسلین علماء و مشائخ نے تحریکِ تحفظِ ختم نبوت اور عظمت و ناموسِ رسالت کو جاری رکھتے ہوئے بے شمار رسائل لکھے، مناظرے اور مجادلے کئے، انگریز کی کچہریوں (کورٹ) میں منکرین ختم نبوت کے خلاف مقدمات لڑے اور جیتے، لیکن تاجِ برطانیہ کے سائے میں پرورش پانے والے ان ''مسلم نما منافقین'' کو قانونی طور پر مرتد و کافر قرار دینے کا اختیار، علمائے اہلسنّت کے پاس نہ تھا۔ اسی دوران ہندوستان میں آزاد اسلامی مملکت کے قیام کی جدوجہد تحریک پاکستان کے نام سے شروع ہوگئی جس میں علماء و مشائخ اور عوامِ اہلسنّت نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے پلیٹ فارم سے بھرپور حصہ لیا اور مسلم لیگ و قائد اعظم کی مکمل حمایت کی جبکہ دوسری طرف پوری ملت دیوبند (الا ماشاء اللہ) گاندھی کی ''آندھی'' میں بہہ گئی اور ہندو کانگریس کے سحر کے حسنِ نظر کا شکار ہو کر ان سے ہم آغوش ہوگئی۔ لیکن تحریکِ پاکستان کی اس اہم جدوجہد میں بھی علمائے اہلسنّت کی نظروں سے قادیانیت کا فتنہ اوجھل نہیں رہا۔ خاص طور پر مجاہد ملّت علامہ عبد الحامد بدایونی رحمۃ اللہ نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے بھی یہ کوشش جاری رکھی۔ بقول معروف غیر مقلد اسکالر ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری ''مولانا بدایونی مرحوم نے ۱۹۴۴ء میں مسلم لیگ کے اجلاس لاہور میں ایک قرارداد پیش کی تھی کہ قادیانیوں کو ان کے اسلام سے اخراج اور مسلمانوں کے تمام فرقوں کے اس پر متفق ہونے کی بناء پر مسلم لیگ سے نکالا جائے''۔ (ملاحظہ ہو ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ خٹک، شمارہ اگست ۱۹۹۷ء، ص ۴۸)

قیامِ پاکستان کے بعد ۱۴؍مارچ ۱۹۴۹ء کو قانون ساز اسمبلی میں قراردادِ مقاصد پاس ہونے کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی باقاعدہ تحریک شروع ہوئی۔ اس تحریکِ تحفظِ ختم نبوت میں غالب اکثریت اہلسنّت کے علماء و مشائخ اور عوام کی تھی جسے ہزاروں کارکنانِ اہلسنّت نے ۵۳-۱۹۵۲ء میں اپنی نقدِ جان پیش کر کے اور اسیری کی صعوبتیں برداشت کر کے کامیاب بنایا اور بالآخر یہ جدوجہد ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو امام احمد رضا قدس سرہٗ کے خلیفۂ اجل مبلغ اسلام حضرت علامہ مولانا عبد العلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعہ کے نامور فرزند حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ کی سیاسی قیادت میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں آئینی فتح پر منتج ہوئی اور عالمِ اسلام میں پہلی بار پاکستان کو یہ قابلِ فخر اعزاز حاصل ہوا کہ بیسویں صدی کے اس مسیلمہ کذاب اور اس کی ذرّیت کو غیر مسلم (کافر) قرار دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کی لاکھوں کروڑوں برکتیں اور رحمتیں نازل ہوں امام احمد رضا اور ان تمام علمائے حق پر جنہوں نے ''سنّتِ صدیقی'' پر عمل پیرا ہو کر منکرینِ ختمِ نبوت کے خلاف عزم و استقامت کے ساتھ قلمی جہاد اور آئینی جدوجہد کی تحریکِ ختمِ نبوت کے ان تمام شہداء پر جنہوں نے مقامِ مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کی خاطر خود سرِ دار جا کر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، ان تمام رہبرانِ ملّتِ بیضاء اور عالمانِ باصفا پر جنہوں نے عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کو بلند سے بلند تر رکھنے کی خاطر سلاسلِ زنداں اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور ان تمام حق پرست شیدایانِ ناموسِ مصطفیٰ ﷺ پر بھی کہ جنہوں نے اللہ جل مجدہ کے محبوب نبی ﷺ کی محبت کی خاطر تختۂ دار کے محضر نامے پر برضاء و رغبت اپنے دستخط ثبت کئے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ایوانِ مشاورت کے ان تمام اہلِ ایمان پر بھی کہ جنہوں نے افضل الخلق بعد الانبیاء والرسل، خلیفۃ الرسول ﷺ بلافصل امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ وارضاہ عنا کے فرمانِ مبارک کو دورِ حاضر کے مسیلمہ کذّاب دجّال اور اس کے ضال اور مغضوب قوم پر نافذ کر کے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول مکرم و محتشم ﷺ کی خوشنودی حاصل کی اور اپنے لئے تا صبح قیامت روز بروز فزوں تر صدقۂ جاریہ کا اہتمام کر لیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا مولانا محمد نبیہٖ الذی استنقذنا بہٖ من عبادتِ الاوثانِ والاصنام وعلی الہٖ واصحابہٖ النجبآء البررۃ الکرام واولیاء امتہٖ وعلماء ملتہٖ العظام اجمعین و بارک وسلم الیٰ یوم الدین

معارف قرآن
تفسیر رضوی

تمہارارب عزّ وجلّ فرماتا ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخاں قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز

اِنَّـآ اَرْسَلْنٰـکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔

(پ۲۶،ع۹،سورۃ الفتح)

''اے نبی! بیشک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو''

مسلمانو! دیکھو دینِ اسلام بھیجنے، قرآن مجید اتارنے کا مقصود ہی تمہارا مولیٰ تبارک وتعالیٰ تین باتیں بتاتا ہے:

..........اول یہ کہ لوگ اللہ ورسول پر ایمان لائیں۔

..........دوم یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کریں۔

..........سوم یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت میں رہیں۔

مسلمانو! ان تینوں جلیل باتوں کی جمیل ترتیب تو دیکھو، سب میں پہلے ایمان کو فرمایا اور سب میں پیچھے اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے حبیب ﷺ کی تعظیم کو اس لئے کہ بغیر ایمان تعظیم کارآمد نہیں، بہتیرے نصاریٰ ہیں کہ نبی ﷺ کی تعظیم وتکریم اور حضور پر سے دفعِ اعتراضاتِ کافرانِ لئیم میں تصنیفیں کر چکے، لکچر دے چکے مگر جبکہ ایمان نہ لائے کچھ مفید نہیں کہ یہ ظاہری تعظیم ہوئی، دل میں حضور اقدس ﷺ کی سچی عظمت ہوتی تو ضرور ایمان لاتے، پھر جب تک نبی کریم ﷺ کی سچی تعظیم نہ ہو، عمر بھر عبادت الٰہی میں گزارے، سب بیکار ومردود ہے، بہتیرے جوگی اور راہب ترکِ دنیا کرکے اپنے طور پر ذکر وعبادتِ الٰہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں بلکہ ان میں بہت وہ ہیں کہ **لا الہ الا اللہ** کا ذکر سیکھتے اور ضربیں لگاتے ہیں مگر ازانجا کہ محمد رسول ﷺ اللہ کی تعظیم نہیں کیا فائدہ؟ اصلاً قابلِ قبول بارگاہِ الٰہی نہیں، اللہ عزوجل ایسوں ہی کو فرماتا ہے:

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝

''جو کچھ اعمال انہوں نے کئے ہم نے برباد کردیئے''

ایسوں ہی کو فرماتا ہے:

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝

عمل کریں، مشقتیں بھریں اور بدلہ کیا ہوگا یہ کہ بھڑکتی آگ میں بیٹھیں گے، والعیاذ باللہ تعالیٰ، مسلمانو! کہو محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم مدارِ ایمان و مدارِ نجات و مدارِ قبولِ اعمال ہوئی یا نہیں؟ کہو ہوئی اور ضرور ہوئی۔

مزید ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (پ۱۰،ع۹،سورۃ التوبہ)

''اے نبی! تم فرمادو کہ اے لوگو! اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیبیاں، تمہارا کنبہ، تمہاری کمائی کے مال اور وہ سوداگری جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے یہ اور تمہاری پسند کے مکان، ان میں کوئی چیز بھی اگر تم کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہے تو انتظار رکھو یہاں تک اللہ اپنا عذاب اتارے اور اللہ تعالیٰ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جسے دنیا جہاں میں کوئی معزز کوئی عزیز کوئی مال، کوئی چیز اللہ ورسول سے زیادہ محبوب ہو وہ بارگاہِ الٰہی سے مردود ہے، اللہ اسے اپنی طرف راہ نہ دیگا، اسے عذاب الٰہی کے انتظار میں رہنا چاہیے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تمہارے پیارے نبی ﷺ فرماتے ہیں:

لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین

''تم میں کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں، ﷺ

یہ حدیث صحیح بخاری مسلم میں انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ اس نے تو یہ بات صاف فرمادی کہ جو حضور اقدس ﷺ سے زیادہ کسی کو عزیز رکھے، ہرگز مسلمان نہیں۔ مسلمانو کہو! محمد رسول اللہ ﷺ کو تمام جہاں سے زیادہ محبوب رکھنا مدار ایمان و مدار نجات ہوا یا نہیں؟ کہو ہوا اور ضرور ہوا، یہاں تک تو سارے کلمہ گو خوشی خوشی قبول کرلیں گے کہ ہاں ہمارے دل میں محمد رسول اللہ ﷺ کی عظیم عظمت ہے۔ ہاں ہاں ماں باپ اولاد سارے جہان سے زیادہ ہمیں حضور ﷺ کی محبت ہے، بھائیو! خدا ایسا ہی کرے مگر ذرا کان لگا کر اپنے رب کا ارشاد سنو۔

پھر ارشاد فرماتا ہے:

الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۝
(پ ۲۰، ع ۱۳، سورۃ العنکبوت)

''کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنا کہہ لینے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی''۔

یہ آیت مسلمانوں کو ہوشیار کر رہی ہے کہ دیکھو کلمہ گوئی اور زبانی ادعائے مسلمانی پر تمہارا چھٹکارا نہ ہوگا۔ ہاں ہاں سنتے ہو! آزمائے جاؤ گے، آزمائش میں پورے نکلے تو مسلمان ٹھہرو گے۔ ہر شے کی آزمائش میں یہی دیکھا جاتا ہے کہ جو باتیں اس کے حقیقی و واقعی ہونے کو درکار ہیں، وہ اس میں ہیں یا نہیں؟ ابھی قرآن و حدیث ارشاد فرماچکے کہ ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں، محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم، تو اس کی آزمائش کا صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی، کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ، تمہارے استاد، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد، جب وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت ان کی محبت کا نام و نشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہوجاؤ، ان کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے علاقے دوستی الفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت، مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خاطر میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی غلامی کی بناء پر تھا جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا؟ اس کے جبے عمامے پر کیا جائیں، کیا بہتیرے یہودی جبے نہیں پہنتے؟ عمامے نہیں باندھتے؟ اس کے نام و علم و ظاہری فضل کو لے کر کیا کریں؟ کیا بہتیرے پادری بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم و فنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی، اس نے حضور ﷺ سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اسے ہر برے سے بدتر برا نہ جانا، یا اسے برا کہنے پر برا نہ مانا، یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پروائی منائی، یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو للہ اب تم ہی انصاف کرلو کہ تم ایمان کے امتحان میں کامیاب رہے یا ناکام۔

قرآن و حدیث نے جس پر حصول ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دور نکل گئے۔ مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہوگی وہ ان کے بدگو کی وقعت کرسکے گا اگرچہ اس کا پیر یا استاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو، کیا جسے محمد رسول اللہ ﷺ تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو، للہ اپنے حال پر رحم کرو اور اپنے رب کی بات سنو، دیکھو وہ کیوں کر تمہیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے۔

اقوال اعلیٰ حضرت

مالک الملک:

ہمارا اور ہماری جان و مال کا وہ ایک اکیلا پاک نرالا سچا مالک ہے۔ اس کے احکام میں کسی کو مجال زدن کیا معنی، کیا کوئی اس کا ہمسر یا اس پر افسر ہے جو اس سے کیوں اور کیا ہے؟ مالک علی الاطلاق ہے۔ بے اشتراک ہے جو چاہا کیا اور جو چاہا کرے گا۔ (ثلج الصدر الایمان القدر)

۳- دین حق

مرتبہ: علامہ محمد حنیف خان رضوی *

(۸) اسلام غالب رہتا ہے

۴۲-عن عائذ بن عمر المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :

اَلاِسْلَامُ یَعْلُو وَلَا یُعْلٰی (فتاویٰ رضویہ۵/۵۹۶)

حضرت عائذ بن عمرو مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

''اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا''

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

تکفیر اہل قبلہ واصحاب کلمہ طیبہ میں جرأت و جسارت محض جہالت بلکہ سخت آفت جس میں وبالِ عظیم ونکال کا صریح اندیشہ۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

فرض قطعی ہے کہ اہل کلمہ کے قول وفعل کو اگر چہ بظاہر کیسا ہی شنیع و فضیح ہوحتی الامکان کفر سے بچائیں، اگر کوئی ضعیف، نحیف سی نحیف تاویل پیدا ہوجس کی رو سے حکم اسلام نکل سکتا ہوتو اسی کی طرف جائیں اور اس کے سوا اگر ہزار احتمال جانب کفر جاتے ہوں، خیال میں نہ لائیں۔ احتمالِ اسلام چھوڑ کر احتمالاتِ کفر کی جانب جانے والے اسلام کو مغلوب اور کفر کو غالب کرتے ہیں۔ والعیاذباللہ رب العالمین۔ (فتاویٰ رضویہ ۵/۵۹۶)

(۹) اسلام میں ضرر کی تعلیم نہیں

۴۳-عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :

لَاضَرَرَ وَ لَاضِرَارَ فِی الْاِسْلَامِ (فتاویٰ رضویہ۹/۱۳۰)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

﴿گذشتہ سے پیوستہ﴾

رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا اسلام میں سختی اور تکلیف پہنچانے کی اجازت نہیں۔ (۱۲م)

وفی الباب عن عبداللہ بن عباس وعن أبی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔

(۱۰) اسلام تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے

۴۴- عن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

اِنَّ الْاِسْلَامَ یَھْدِمُ مَاکَانَ قَبْلَہٗ (جدالممتار۲/۲۷۰)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بیشک اسلام پہلے کے تمام گناہ مٹا دیتا ہے'' (۱۲م)

(۱۱) ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے

۴۵- عن أبی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ (فتاویٰ رضویہ۷/۵۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

''ہر بچہ فطرتِ سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے'' (۱۲م)

(۱۲) غیب پر ایمان قوی ہے

۴۶-عن عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال:

ذَکَرُوْا عِنْدَ عَبْدِاللّٰہِ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَاِیْمَانَھُمْ قَالَ:

*(پرنسپل جامع نوریہ رضویہ، بریلی شریف)

(ماخوذ از: جامع الاحادیث للشیخ امام احمد رضا علیہ الرحمہ)

فَقَالَ عَبْدُاللّٰہِ، إِنَّ أَمْرَ مُحَمَّدٍ كَانَ بَيِّناً لِّمَن رَّاٰهُ وَالَّذِیْ لَا اِلٰهَ غَیْرُهُ مَا آمَنَ مُؤْمِنٌ اَفْضَلَ مِنْ إِيْمَانٍ بِغَيْبٍ ثُمَّ قَرَأَ ''الٓمّٓ، ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ فِیْهِ'' اِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ .

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اوران کے ایمان کا تذکرہ ہوا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا:

''بیشک حضور سید عالم ﷺ کی ذات اقدس اوران کا لایا ہوا دین ان لوگوں کیلئے بالکل واضح تھا جنہوں نے حضور کو دیکھا۔قسم اس ذات اقدس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں سب سے افضل واقوی ایمان بالغیب ہے۔ پھر آپ نے یہ آیات کریمہ تلاوت کیں:

الٓمّٓ، ذلک الکتاب لاریب فیہ إلی قولہ تعالیٰ یؤمنون بالغیب (مالی الجیب، ص۶۴)

حوالہ جات

(٤٢)	السنن للدار قطنی،	٣٩٥/٢
☆	السنن الکبری للبیهقی ،	٢٠٥/٦
	فتح الباری للعسقلانی،	٢١٨/٣
☆	نصب الرایة للزیلعی،	٢١٢/٣
	تاریخ اصفهان لابی نعیم ،	٢١٨/٣
☆	تلخیص الجبیر للعسقلانی،	١٢٦/٤
	کشف الخفاء للعجلونی،	١٤٠/١
☆	الجامع الصغیر للسیوطی،	١٨٣/١
(٤٣)	السنن لابن ماجه ،	١٧٠/٢
☆	حلیة الأولیاء لأبی نعیم ،	٧٦/٩
	نصب الرایة للزیلعی،	٣٨٤/٤
☆	ارواء الغلیل للالبانی،	٤١١/٣
	کنز العمال لعلی المتقی ،	٥٩/٤،٩٤٩٨
☆	المسند لاحمد بن حنبل ،	٣١٣/١
	المستدرک للحاکم،	٦٦/٢
☆		
(٤٤)	الصحیح لمسلم ، الایمان،	٧٦/١
☆	السنن الکبریٰ للبیهقی ،	٩٨/٩
	الدر المنثور للسیوطی،	٢١٠/١
☆	المسند لابی عوانة	٧٠/١
(٤٥)	الجامع الصحیح للبخاری ، الجنائز،	١٨١/١
☆	الجامع للترمذی ، القدر،	٣٦/٢
	الصحیح لمسلم ، القدر	٢٣٦/٢
☆	المسند لاحمد بن حنبل،	٢٣٣/٢
	مجمع الزوائد للهیثمی،	٢١٨/٧
☆	جامع مسانید ابی حنیفة	١٨٨/١
	اتحاف السادة للزبیدی،	٢١٨/٢
☆	مسند ابی حنیفة،	٦
	الدرالمنثور للسیوطی،	١٠٠/٥
☆	حلیة الاولیاء لابی نعیم ،	٢٢٨/٩
(٤٥)	التفسیر للقرطبی،	٣٩٠/٥
☆	المؤطالمالک،	٢٤١
	تاریخ اصفهان لابی نعیم	٢٢٦/٢
☆	التفسیر لابن کثیر،	٢٦٨/٢
	الجامع الصغیر للسیوطی،	٣٩٦/٢
☆	المسند للحمیدی ،	١١١٣
(٤٦)	المستدرک للحاکم ، تفسیر،	٢٨٦/٢
☆		

☆☆☆

تجلیات سیرت ﷺ

محمد عربی ﷺ کے معجزات

﴿چھٹی اور آخری قسط﴾

مولانا صابر القادری نسیم بستوی

پڑھنے لگے کلمہ شجر بھی:

ایک روز حضور ﷺ نے مکہ معظمہ میں صحابۂ کرام سے فرمایا:

''تم میں جو جنوں کو دیکھنا چاہے وہ آج رات کو حاضر ہو''

ابن مسعود کا بیان ہے کہ میرے علاوہ کوئی حاضر نہ ہوا۔ حضور ﷺ مجھ کو اپنے ساتھ لے کر چلے یہاں تک کہ جب مکہ مکرمہ کی بلند جانب پہنچے تو آپ نے اپنے پائے اقدس سے میرے لئے ایک خط کھینچا اور فرمایا! اسی میں بیٹھے رہنا۔ یہ فرما کر آپ تشریف لے گئے اور ایک جگہ کھڑے ہو کر قرآن پاک پڑھنا شروع کیا تو آپ کو ایک بڑی جماعت نے گھیر لیا اور وہ میرے اور آپ کے درمیان حائل ہوگئی۔ اتنے میں میں نے حضور کی آواز سنی، آپ نے فرمایا! کون گواہی دیتا ہے کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں، وہاں ایک درخت متصل تھا آپ نے فرمایا کہ اگر یہ درخت میری شہادت دے تو تم مانو گے؟ انہوں نے جواب دیا ''ہاں'' پھر آپ نے اس درخت کو بلایا اور اس نے آپ کی رسالت کی گواہی دی، تو وہ سب جن ایمان لے آئے۔ (نسیم الریاض)

جس وقت ہوئی تم کو گواہی کی ضرورت
بت بول اٹھے پڑھنے لگے کلمہ شجر بھی

نذرانۂ اسلام:

ابن سعد نے جعد بن قیس مراری سے روایت کی ہے کہ ہم چار آدمی اپنے وطن سے بارادۂ حج روانہ ہوئے۔ راہ میں ملک یمن کے ایک جنگل سے گزر رہے تھے کہ اشعار پر مشتمل ایک آواز سنائی دی جس کا مضمون یہ تھا:

''اے جانیوالو سوارو جب تم زمزم اور حطیم پر پہنچنا تو حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ میں ہمارا نذرانۂ سلام پیش کرنا، جن کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبری عطا فرمائی ہے اور یہ عرض کر دینا کہ ہم تمہارے دین کے تابعدار ہیں ہمیں اس بات کی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے وصیت کی تھی''۔ (تفسیر عزیزی)

عناصر اربعہ میں معجزات کا ظہور:

مٹی: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سراقہ بن مالک نے ہمارا تعاقب کیا میں نے اس کو دیکھ کر کہا:

''یا رسول اللہ ہم کو ایک شخص نے آلیا''

حضور ﷺ نے فرمایا! لاتحزن ان اللہ معنا: یعنی غم نہ کرو ہمارے ساتھ اللہ ہے۔

پھر آپ نے سراقہ کے لئے بددعا کی۔ اس کا گھوڑا سخت زمین کے اندر پیٹ تک دھنس گیا، اس نے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دونوں نے میرے لئے بددعا کی ہے۔ اب دعا کرو کہ میں اس سے نجات پاؤں، میں قسم کھاتا ہوں کہ تمہارے تعاقب کرنے والوں کو واپس پھیر دوں گا''۔

حضور ﷺ نے اس کی رہائی کے لئے دعا کی اور وہ واپس چلا گیا۔ کئے ہوئے وعدہ کے مطابق راستے میں جو کوئی ملتا اس کو یہ کہہ کر واپس کر دیتا کہ ''ادھر کوئی نہیں ہے''۔ (بخاری و مسلم)

پانی: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں لوگ پیاسے ہوئے، حضور ساقیِ کوثر، مالکِ بحر و بر ﷺ کے سامنے ایک لوٹا تھا اس سے آپ نے وضو کیا، سب لوگوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہمارے لشکر میں نہ پینے کیلئے پانی ہے اور نہ وضو کے واسطے مگر اسی قدر کہ جتنا حضور کے لوٹے میں ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے دست پاک کو لوٹے میں رکھا تو لوگوں نے اس ایمان افروز منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ پانی، آپ کی نورانی انگلیوں سے چشمہ کی طرح جوش مارنے لگا۔ اس پانی سے ہم لوگوں نے جی بھر کر پیا اور وضو کیا۔

حضرت جابر سے پوچھا گیا، تم سب کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے جواب دیا اگر ایک لاکھ ہوتے تو پانی کفایت کر جاتا، ہم کل پندرہ سو آدمی تھے۔

(صواعق محرقہ)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ اس معجزہ کی طرف اپنے نعتیہ کلام میں اشارہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں ۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

آگ: آگ سے متعلق ایک معجزہ مولانا روم علیہ الرحمہ نے اپنی مثنوی شریف میں بیان کیا ہے جس کا سلیس، بامحاورہ اردو ترجمہ حسب ذیل ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ان کے یہاں مہمان ہوا، اس نے بیان کیا کہ کھانے کے بعد حضرت انس نے دیکھا کہ دسترخوان میلا اور آلودہ ہوگیا ہے، خادمہ سے کہا کہ اس کو تھوڑی دیر کے لئے تنور میں ڈال دے، اس نے آگ سے بھرے ہوئے تنور میں دسترخوان کو ڈال دیا، تمام مہمان اس واقعہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے، وہ لوگ انتظار کررہے تھے کہ ابھی تنور سے دسترخوان کے جلنے کا دھواں اٹھے گا (مگر ایسا نہ ہوا) اس کے بجائے جب ایک گھڑی گزرنے کے بعد دسترخوان کو تنور سے باہر نکالا گیا تو وہ دسترخوان میل کچیل سے صاف ستھرا ہوگیا تھا۔ قوم نے متعجب ہوکر پوچھا!

اے عزیز صحابی دسترخوان تنور کی آگ میں کیوں نہیں جلا اور جلنے کے بجائے اس کی کثافت دھل گئی اور وہ صاف وشفاف ہوگیا؟

حضرت انس نے جواب دیا کہ آگ میں دسترخوان کے نہ جلنے کا سبب یہ ہے کہ حضور انور ﷺ نے اس سے ایک مرتبہ اپنا دست پاک اور دہن (منہ) مبارک پوچھا تھا۔

اس خیال افروز فکر انگیز واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جب کپڑے کا ایک ٹکڑا حضور لامع النور ﷺ کے دست پاک اور دہن مبارک سے مس ہونے کی وجہ سے آگ میں جلنے سے محفوظ رہا تو جس دل میں یادِ مصطفیٰ بسی ہوئی ہے اور جس کے سینے میں عشق محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کا چراغ روشن ہے اس کو دنیا و آخرت کی کوئی آگ کیونکر جلاسکتی ہے؟

اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ عشق رسول کی آگ کے متعلق فیصلہ کن انداز میں نواسنج ہیں۔

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھادیگی وہ آگ لگائی ہے

ہوا: قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے (جس کا بامحاورہ وسلیس اردو ترجمہ یہ ہے):

''اے ایمان والو یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر فرمایا جب آئیں تم پر موجیں (یعنی قریش، غطفان، یہود، قریظہ، بنی نضیر اور بارہ ہزار آدمی تم پر چڑھ آئے تھے) تو بھیجی ہم نے ان پر ٹھنڈی پروائی ہوا خوب کڑاکے کا جاڑا پڑا اور ہوا نے ان کو نہایت عاجز اور تنگ کردیا، بے شمار غبار ان کے منھ پر ڈالا، ان کی آگ بجھادی ان کی ہانڈیاں الٹ دیں، میخیں اکھاڑ دیں، خیمے گر پڑے گھوڑے کھل کر آپس میں لڑنے لگے اور بھی بھیجے ان پر ایسے لشکر کہ ان کو تم نے نہیں دیکھا یعنی فرشتے کہ انہوں نے کافروں کے دلوں میں رعب ڈالا اور ان کے دلوں میں اس قدر دہشت پھیلادی کہ وہاں سے بھاگ گئے اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے''۔ (پ۲۲، ع۱۸، احزاب)

حضور ﷺ کا یہ معجزہ غزوۂ احزاب (دوسرا نام خندق بھی ہے) میں رونما ہوا۔ کفار کے مذکورہ قبائل ایک بھاری لشکر لے کر مدینہ منورہ پر چڑھ آئے تھے۔ آپ نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے گردِ مدینہ خندق کھدوادی تھی۔ قریب ایک ماہ تک کافروں کو فوج وہاں ٹھہری رہی اور فوج کے لوگ تیر اور پتھر سے جنگ کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی غیبی مدد فرمائی اور پروا ہوا تنی سخت اور تباہ کن بھیجدی کہ وہ انتہائی تکلیف و پریشانی سے عاجز و درماندہ ہوکر بھاگ گئے طلحہ بن خویلد اسدی نے اس قہرناک ہوا کی تباہی اور اس کے نقصانات کو دیکھ کر کہا کہ:

''محمد ﷺ نے تم پر جادو کردیا ہے یہاں رکنا مناسب نہیں، جلدی سے بھاگ چلو''

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

نصرت بالصّباء واهلكت عاداً بالدبور

یعنی میری مدد پروائی ہوا سے ہوئی کہ اس نے کافروں کو غزوۂ احزاب میں بھاگنے میں مجبور کردیا اور قوم عاد پچھوا ہوا سے ہلاک کی گئی۔ حضور ﷺ کا یہ معجزہ حضرت ہود علیہ السلام کے معجزہ جیسا ہے کہ غزوۂ خندق میں دشمن اسلام کفار کو پروا ہوا سے ذلت ناک شکست ہوئی۔ اسی طرح پچھوا ہوا کے عذاب سے قوم عاد صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہوگئی۔ دونوں جگہ قہر الٰہی ہوا کی شکل میں نازل ہوا۔

اس مضمون میں جامع المعجزات صاحب آیات بیّنات ﷺ کے اختیارِ رسالت، اقتدارِ نبوت اور شانِ رحمت کی صرف کچھ جھلکیاں پیش کی جاسکتی ہیں ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ۔

سر سے لے کر پیر تک تنویر ہی تنویر ہے
جیسے منھ سے بولتا قران وہ تقریر ہے
دیکھ کر حیران ہے دنیا جمال مصطفیٰ
وہ مصور کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے

معارف القلوب

گذشتہ سے پیوستہ

اظہار تمنا کے انداز

آدابِ دعا اور اسبابِ اجابت

مصنف: رئیس المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن

شارح: امام احمد رضا خان محدثِ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

محشی: مولانا عبد المصطفیٰ رضا عطاری*

قولِ رضا: وہ اوقات وحالات کہ جن میں بنظرِ ارشادِ احادیث وائمہ دین، امیدِ اجابت بحمد اللہ قوی ہے، پینتالیس ہیں۔

ازآں جملہ چھتیس حضرت مصنف علاّم قدس سرہ نے ذکر فرمائے اورنوفقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے بڑھائے:۔

اول-۱: شب قدر۔

قولِ رضا: کہ بقولِ اکثر شب بست وہفتم ماہ رمضان ہے۔(۱۴۵)

دوم-۲: روزِ عرفہ یعنی نہم ذی الحجہ۔(۱۴۶)

قولِ رضا: خصوصی بعد زوال، خصوصاً عرفات میں۔

سوم-۳: ماہ رمضان مطلقاً،

چہارم-۴: شب جمعہ،

پنجم-۵: روز جمعہ،

ششم-۶: ٹھیک آدھی رات، کہ اس وقت تجلّی خاص ہوتی ہے۔

ہفتم-۷: سحر،

قولِ رضا: یعنی رات کا چھٹا حصہ رہے،

ہشتم-۸: ساعتِ جمعہ یعنی قبل غروب شمس کے اکثر اقوال میں ساعتِ مرجوّہ وہی ہے۔(۱۴۷)

قولِ رضا: ساعتِ جمعہ کے بارے میں اگر چہ اقوالِ علماء چالیس سے متجاوز ہوئے۔مگر قوی وراجح ومختار (۱۴۸)۔اکابرِ محققین و جماعاتِ کثیرۂ ائمہ دین دو قول ہیں۔

ایک وہ جس کی طرف حضرت مصنف قدس سرہ ونور قبرہ نے اشارہ فرمایا یعنی ساعتِ اخیرۂ روزِ جمعہ غروب آفتاب سے کچھ ہی پہلے ایک لطیف وقت، اشباہ میں فرمایا:

''ہمارا یہی مذہب ہے، عامۂ مشائخ حنفیہ اسی طرف گئے''

یوں ہی تتارخانیہ میں اسے ہمارے مشائخ کرام کا مسلک ٹھہرایا اور یہی مذہب ہے عـالـم الكتابين (۱۴۹)۔سیدنا عبد اللہ بن سلام وحضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اور اسی طرف رجوع فرمایا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور ایسا ہی منقول ہے حضرت بتول زہرہ صلوات الله وسلامه على ابيها وعليها سے اور سعید بن منصور بسند صحیح ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے راوی کہ کچھ صحابۂ کرام نے جمع ہو کر ساعتِ جمعہ کا تذکرہ فرمایا، پھر سب اس قول پر متفق ہو کر متفرق ہوئے کہ وہ روز جمعہ کی پچھلی ساعت ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی وامام محمد وامام اسحاق بن راہویہ وابن الزملکانی اور ان کے تلمیذ علائی وغیرھم علماء کا۔

امام ابو عمرو بن عبد البر نے فرمایا:

''اسباب میں اس سے ثابت تر کوئی قول نہیں''

فاضل علی قاری نے کہا:

''یہ تمام اقوال سے زیادہ لائق اعتبار ہے''

امام احمد فرماتے ہیں:

''اکثر احادیث اسی پر ہیں''

ولہٰذا حضرت مصنف قدس سرہ نے اسی کو اختیار فرمایا۔

دوسرا قول: جب امام منبر پر بیٹھے اس وقت سے فرض جمعہ کے سلام تک ساعت موعودہ ہے۔ یہ حدیث مرفوع ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں منصوص ہوا۔امام مسلم نے فرمایا:

''یہ سب اقوال سے اصح اور احسن ہے''(۱۵۰)

*(رکنِ مجلسِ تصنیف وتحقیق جامعۃ المدینہ، گلستان جوہر، کراچی)

اور اسی کو امام بیہقی و امام ابن العربی و امام قرطبی نے اختیار کیا امام نووی نے فرمایا:

''یہی صحیح بلکہ صواب ہے'' (۱۵۱)

اور اسی طرح روضہ درِ مختار میں اس کی تصحیح کی۔ دلائل طرفین، فتح الباری وغیرہ میں مبسوط (۱۵۲) اور انصاف یہ ہے کہ دونوں جانب کافی قوتیں ہیں۔ طالب خیر کو چاہیے کہ دونوں وقت دعا میں کوشش کرے۔ یہ طریقہ (۱۵۳) جمع کا امام احمد وغیرہ اکابر سے منقول اور بیشک اس میں امید اقویٰ واتم (۱۵۴) اور مصادقتِ مطلوب (۱۵۵) کی توقع اعظم واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔

میں کہتا ہوں ...... اس دوسرے قول پر اس مابین میں دعا دل سے ہوگی یا زبان سے دعا کا موقع بعد التحیات و درود کے ملے گا، خواہ جلسہ بین السجدتین میں، جبکہ امام بھی وہاں قدرے توقف کرے۔ فافہم۔

نہم-۹: روز چارشنبہ (۱۵۶) عصر کے درمیان۔

قولِ رضا: خصوصاً مسجد الفتح میں کہ مساجد مدینہ طیبہ سے ایک مسجد ہے۔ فصل آئندہ میں اس کی حدیث مذکور ہوگی۔

دھم-۱۰: مسجد کو جاتے وقت۔

یازدھم-۱۱: وقت اذان۔

قولِ رضا: حدیث میں ہے، اس وقت درہائے آسمان کھولے جاتے ہیں۔

دوازدھم-۱۲: وقتِ تکبیر،

سیزدھم-۱۳: درمیانِ اذان و اقامت،

چہاردھم ۱۴: جب امام و لا الضالین کہے۔

قولِ رضا: یہاں دعا وہی آمین ہے یا دل میں مانگے۔

پانزدھم-۱۵ تا نوزدھم-۱۹: پنجگانہ فرضوں کے بعد

قولِ رضا: رواہ الترمذی والنسائی عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ بلکہ ہر نماز کے بعد کما رواہ الطبرانی فی الکبیر عن العرباض بن ساریۃ رضی اللہ عنہ مرفوعاً اور کلام مصنف علام قدس سرہ میں باتباع حدیث اول فرائض پنجگانہ کی تخصیص ان کی فضیلت و مزیت (۱۵۷) کے سبب سے ہے کما افادہ علی القاری فی الحرز،

حواشی

(۱۴۵) یعنی رمضان المبارک کی ستائیسویں شب۔

(۱۴۶) یہ عام ہے حاجی وغیر کیلئے، مگر حاجی کیلئے اس میں بھی خصوصیت ہے۔

(۱۴۷) یعنی جمعہ کی وہ ساعت جس میں قبولیت دعا کی امید زیادہ ہے۔

(۱۴۸) یعنی وہ قول جسے اکابر علماء نے اختیار فرمایا۔

(۱۴۹) قبلِ اسلام یہودیوں کے عالم تھے، چنانچہ قرآن پاک و توریت شریف کے دونوں کے عالم ہیں۔ اسی لئے عالمِ الکتابین یعنی دو آسمانی کتابوں کے عالم کہلاتے ہیں۔

(۱۵۰) یعنی یہ سب اقوال سے زیادہ اچھا اور صحیح تر ہے۔

(۱۵۱) یعنی حق ہے۔

(۱۵۲) یعنی مذکورہ دونوں اقوال کی تائید میں کثیر دلائل کتاب فتح الباری وغیرہ میں تفصیلاً مذکور۔

(۱۵۳) یعنی وہ طریقہ، جسے اختیار کرنے سے دونوں اقوال پر عمل ہو جائے۔

(۱۵۴) یعنی اس میں زیادہ کامل و قوی امید ہے۔

(۱۵۵) یعنی حاجتِ مطلوبہ کے حصول کی امید زیادہ ہے۔

(۱۵۶) بدھ۔

(۱۵۷) عمدگی،

اقوال اعلیٰ حضرت

ایمان کامل

جس کے دل میں اللہ و رسول جل و علا و ﷺ کا علاقہ تمام علاقوں پر غالب ہو۔ اللہ و رسول کے محبوبوں سے محبت رکھے، اگرچہ اپنے دشمن ہوں، اور اللہ و رسول کے مخالفوں، بدگویوں سے عداوت رکھے۔ اگرچہ اپنے جگر کے ٹکڑے ہوں، جو کچھ دے اللہ کے لئے دے، جو کچھ روکے اللہ کے لئے روکے، اس کا ایمان کامل ہے۔

(احکامِ شریعت)

معارف رضویات

فاضل بریلوی اور ردِّ مرزائیت

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری*

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز (متوفی ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) چودھویں صدی کے وہ عظیم عالم اور دنیائے اسلام کے نامور مفتی اور محدث ہیں جنہوں نے اپنی تمام زندگی عقائدِ اسلامیہ کا پہرہ دیتے ہوئے گزاری، ان کا قلم اس دور کے تمام اعتقادی فتنوں کا محاسبہ کرتا ہوا نظر آتا ہے، وہ اسلام کی عزت وحرمت اور سرکارِ دوعالم ﷺ کے مقام وناموس کے مقابل کسی بڑے سے بڑے صاحب جبہ ودستار کو خاطر میں نہ لاتے تھے، ان کے بے لاگ فتووں اور غیرتِ ایمانی میں ڈوبی ہوئی تنقیدوں کو بعض طبقے شدت سے تعبیر کرتے ہیں، لیکن انصاف پسند حضرات جب معاملے کا گہری نظر سے مطالعہ کرتے ہیں تو انہیں ان کے فیصلوں کی تصدیق کے بغیر چارہ نہیں رہتا۔

مرزائیت موجودہ صدی میں اسلام کے خلاف وہ خوفناک سازش ہے جو ملتِ اسلامیہ کیلئے کینسر کی حیثیت رکھتی ہے، امام احمد رضا بریلوی نے نہ صرف مرزائیت کے خلاف علمی اور قلمی جہاد کیا بلکہ مرزائیت نوازوں کے خلاف بھی شمشیرِ بے نیام ثابت ہوئے۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ کفار اور گمراہ فرقے سچے خدا کو نہیں مانتے اور جس خدا کا ذکر کرتے ہیں وہ ان کا خود ساختہ خدا ہے، مرزائیوں کے خود ساختہ خدا کے کیا اوصاف ہیں؟ اس حوالے سے فرماتے ہیں:

قادیانی ایسے کو خدا کہتا ہے جس نے چار سو جھوٹوں کو اپنا نبی کہا، ان سے جھوٹی پیشن گوئیاں کہلوائیں، جس نے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ایسے شخص کو عظیم الشان رسول بنایا جس کی نبوت پر اصلاً دلیل نہیں، بلکہ اس کی نفی نبوت پر دلیل قائم جو (خاک بدہن ملعونان) ولد الزنا تھا، جس کی تین دادیاں، نانیاں زنا کار کسبیاں، ایسے کو (خدا مانتا ہے) جس نے ایک بڑھئی کے بیٹے کو محض جھوٹ کہہ دیا کہ ہم نے بن باپ کے بنایا اور اس پر فخر کی ڈینگ ماری کہ یہ ہماری قدرت کی کیسی کھلی نشانی ہے؟

ایسے کو (خدا مانتا ہے) جس نے ایک بدچلن عیاش کو اپنا نبی کیا، جس نے ایک یہودی فتنہ گر کو اپنا رسول کر کے بھیجا، جس کے پہلے فتنہ نے دنیا کو تباہ کر دیا، ایسے کو (خدا مانتا ہے) جو اس (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو ایک بار دنیا میں لا کر دوبارہ لانے سے عاجز ہے، وہ جس نے ایک شعبدہ باز کی مسمریزم والی مکروہ حرکات، قابلِ نفرت حرکات جھوٹی بے ثبات کو اپنی آیات بینات بتایا۔(۱)

ایسے کو (خدا مانتا ہے) جس نے اپنا سب سے پیارا بروزی خاتم النبیین دوبارہ قادیان میں بھیجا، مگر اپنی جھوٹ، فریب، تمسخر ٹھٹول کی چالوں سے اس کے ساتھ بھی نہ چوکا، اس سے کہہ دیا:

> ''تیری جورو کی اس حمل سے بیٹا ہوگا جو انبیاء کا چاند ہوگا، بادشاہ اس کے کپڑوں سے برکت لیں گے، بروزی بیچارہ اس کے دھوکے میں آکر اسے اشتہاروں میں چھاپ بیٹھا، اسے تو یوں ملک بھر میں جھوٹا بننے کی ذلت ورسوائی اوڑھنے کے لئے یہ جل دیا اور جھٹ پٹ میں الٹی یہ کل پھرا دی، بیٹی بنا دی، بروزی بے چارہ کو اپنی غلط فہمی کا اقرار چھاپنا پڑا اور دوسرے پیٹ کا منتظر رہا''

اب اس کی یہ مسخرگی کہ بیٹا دے کر امید دلائی اور ڈھائی برس کے بچے کا ہی دم نکال دیا، نہ نبیوں کا چاند بننے دیا، نہ بادشاہوں کو اس کے کپڑوں سے برکت لینے دی۔

غرض کہ اپنے چہیتے بروزی کا کذاب ہونا خوب اچھا اور اس پر مزید یہ کہ عرش پر بیٹھا اس کی تعریفیں گا رہا ہے۔(۲)

مرزائے قادیانی کی جھوٹی نبوت کو محمدی بیگم کی وجہ سے سخت دھچکا لگا، بقول مرزائے قادیانی اسے الہام ہوا کہ اپنی رشتے کی بہن احمدی بیگم کی بیٹی محمدی

---

*(محقق، مصنف، سابق شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

بیگم سے نکاح کا پیغام بھیجو، مرزا نے جھٹ پیغام بھیج دیا اور تشہیر بھی کر دی کہ میرا یہ نکاح محمدی بیگم سے ہو کر رہے گا، اس کی بدقسمتی کہ پیغامِ نکاح رد کر دیا گیا منت سماجت بھی کی مگر نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات، مرزا صاحب دھمکیوں پر اتر آئے کہ اگر محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کر دیا گیا تو اڑھائی سال میں اس کا باپ مرجائے گا اور تین سال میں اس کا شوہر ہلاک ہو جائے گا، یا اسکے برعکس ہوگا۔

ان سب کوششوں کا نتیجہ کیا نکلا؟ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سنیے:

''اب قادیانی کے ساختہ خدا کو اور شرارت سوجی، چٹ بروزی (مرزا) کو وحی پھنفادی کہ زوجنا کھا محمدی (بیگم) سے ہم نے تیرا نکاح کر دیا، اب کیا تھا بروزی جی ایمان لے آئے کہ اب محمدی (بیگم) کہاں جاسکتی ہے؟ یوں جل دے کر بروزی کے منہ سے اپنی منکوحہ چھوادیا، تاکہ وہ حد بھر ذلت جو ایک چمار بھی گوارا نہ کرے کہ اس کی جورو اوراس کے جیتے جی دوسرے کی بغل میں، یہ مرتے وقت بروزی کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہوا اور رہتی دنیا تک بے چارے کی فضیحت وخواری بے عزتی وکذابی کا ملک میں ڈنکا ہوا''۔

ادھر تو عابد ومعبود کی یہ وحی بازی ہوئی، ادھری سلطان محمد آیا اور نہ عابد کی چلنے دی اور نہ معبود کی، بروزی جی کی آسانی جورو سے بیاہ کر، ساتھ لے، یہ جاوہ جا، چلتا بنا، ڈھائی تین برس پر موت کا وعدہ تھا، وہ بھی جھوٹا گیا، الٹے بروزی جی زمین کے نیچے چل بسے۔ وغیرہ وغیرہ خرافات ملعونہ یہ ہے قادیانی اوراس کا ساختہ خدا، یا وہ جانتا تھا یا اب اس کے پیرو جانتے ہیں؟ حاش للہ رب العرش عما یصفون۔(۳)

مرزائیوں کے احکام:

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ قادیانی مرتد منافق ہیں، مرتد منافق وہ شخص جو کلمہ اسلام پڑھتا ہے اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرتا ہے یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے۔(۴) قادیانی کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔(۵)

قادیانی کو زکوٰۃ دینا حرام ہے اور اگر ان کے دے، زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔(۶)

مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اوراس سے میل جوڑ چھوڑنے کو ظلم وناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے(۸)۔ ۱۳۳۶ھ میں ایک استفتاء آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح مرزائی سے کر دیا ہے، حالانکہ اسے علم ہے کہ تمام علماء اسلام فتویٰ دے چکے ہیں کہ مرزائی کافر ملحد ہیں، اس کے جواب میں امام احمد رضا فرماتے ہیں:

''اگر ثابت ہو کہ وہ (لڑکی کا باپ) مرزائیوں کو مسلمان جانتا ہے اس بناء پر یہ تقریب کی تو خود کافر اور مرتد ہے، علمائے حرمین شریفین نے قادیانی کی نسبت بالاتفاق فرمایا:

من شک فی عذابه و کفره فقد کفر

''جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے''

اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت وحیات کے سب علاقے سے قطع کر دیں، بیمار پڑے پوچھنے کو جانا حرام، مرجائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام، اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام۔(۹)

۱۳۳۵ھ میں محمد عبدالواحد خاں، مسلم ممبئی اسلام پورہ نے سوال کیا کہ قادیانیوں سے کس پیرائے میں بحث کی جائے؟ اسکے جواب میں فرماتے ہیں

''سب میں بھاری ذریعہ اس کے رد کا اول اول کلماتِ کفر پر گرفت ہے، جو اس کی تصانیف میں برساتی حشرات الارض کا طرح اہلے گہلے پھر رہے ہیں، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں، ان کی ماں طیبہ طاہرہ پر لعن طعن اور یہ کہنا کہ یہود کے جو اعتراض عیسیٰ اوران کے ماں پر ہیں ان کا جواب نہیں۔ اس کے علاوہ متعدد کفر گنوائے۔ دوسرا بھاری ذریعہ ان خبیث پیشن گوئیوں کا جھوٹا پڑنا جن میں بہت چمکتے، روشن حرفوں سے لکھنے کا قابل دو واقعے ہیں (۱۰)۔ لڑکے کی پیدائش کی خبر نشر کی، لیکن لڑکی پیدا ہوئی(۱۱)۔ محمدی بیگم سے نکاح کی پیشن گوئی کی، لیکن وہ بھی جھوٹی ہوئی''۔

غرض اس کے کفر حد وشمار سے باہر ہیں، کہاں تک گنے جائیں؟ اوراس کے ہوا خواہ ان باتوں کو ٹالتے ہیں اور بحث کریں گے تو کا ہے میں؟ کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتقال فرمایا، مع جسم اٹھائے گئے یا صرف روح؟ مہدی وعیسیٰ ایک ہیں یا متعدد؟ یہ ان کی عیاری ہوتی ہے، ان کفروں کے سامنے

ان مباحث کا کیا ذکر؟'' (۱۲)

۱۳۳۹ھ میں ڈیرہ غازی خان سے عبدالغفور صاحب نے استفتاء بھیجا کہ ایک قادیانی کہتا ہے کہ ابن ماجہ شریف کی حدیث کے مطابق ہر صدی کے بعد مجدد ضرور آئے گا، لاہوری پارٹی کا موقف یہ ہے کہ مرزا وقت کا مجدد ہے، اس کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی نے تحریر فرمایا:

''مجدد کا کم از کم مسلمان ہونا تو ضرور ہے، اور قادیانی کافر و مرتد تھا، ایسا کہ تمام علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا کہ جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر، لیڈر بننے والوں کی ایک ناپاک پارٹی قائم ہوئی جو گاندھی مشرک کو رہبر دین کا امام و پیشوا مانتے ہیں، گاندھی پیشوا ہو سکتا ہے نہ مجدد'' (۱۳)

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۲۰ھ نے مولانا شاہ فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ''المعتقد المنتقد'' پر قلم برداشتہ حاشیہ (المستند المعتمد بنجاۃ الابد) لکھا، اپنے دور کے مبتدعین نو پیدا فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے مرزائے قادیانی کے متعدد کفر گنوائے اور آخر میں فرمایا:

''اس کے علاوہ اس کے بہت سے ملعون کفر ہیں، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس کے اور دوسرے تمام دجالوں کے شر سے محفوظ رکھے'' (۱۲)

۱۳۲۴ھ میں امام احمد رضا بریلوی نے حرمین شریفین کے علماء اہلسنّت کی خدمت میں ایک استفتاء بھیجا، جس میں چند فرقوں اور ان کے عقائد کا تذکرہ کیا تھا، ان میں سر فہرست مرزائیوں کا ذکر تھا (۱۳)۔ اس کے جواب میں حرمین شریفین کے علماء نے مرزائیوں اور مرزائی نوازوں کو کافر قرار دیا۔

اس کے علاوہ انہوں نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ردِّ مرزائیت میں مستقل رسائل بھی لکھے۔

۱- جزاء اللّٰہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ:

اس رسالہ مبارک میں عقیدہ ختم نبوت پر ایک سو بیس حدیثیں اور منکرین کی تکفیر پر جلیل القدر ائمہ کی تیس تصریحات پیش کیں۔

۲- المبین ختم النبیین:

اس رسالہ میں بیان فرماتے ہیں کہ خاتم النبیین میں الف لام استغراق کے لئے ہے، یعنی ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ تمام انبیاء کرام کے خاتم ہیں، جو شخص استغراق کو نہیں مانتا اسے کافر کہنے کی ممانعت نہیں ہے، اس نے نص قرآن کو جھٹلایا ہے، جس کے بارے میں امت کا اجماع ہے کہ اس میں نہ کوئی تاویل ہے نہ تخصیص۔ (۱۵)

۳- السوء والعقاب:

۱۳۲۰ھ امرتسر سے ایک سوال آیا کہ ایک مسلمان اگر مرزائی ہو جائے تو کیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جائے گی؟ اس کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے اس رسالہ میں دس وجہ سے مرزائے قادیانی کا کفر بیان کر کے متعدد فتاویٰ کے حوالے سے یہ حکم تحریر فرمایا:

''یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام بعینہ مرتدین کے احکام ہیں۔ شوہر کے کفر کرتے ہی عورت فوراً نکاح سے نکل جاتی ہے''۔ (۱۵)

۵- الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی:

امام احمد رضا بریلوی کی آخری تصنیف ہے جو آپ نے وفات سے چند دن پہلے تحریر فرمائی۔

آپ کے صاحبزادے حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں رحمہ اللہ علیہ ''الصارم الربانی'' تحریر فرمائی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا مسئلہ تفصیل سے بیان کیا اور مرزا کے مثیلِ مسیح ہونے کا زبردست رد کیا۔

یہ رسالہ سہارنپور سے آنے والے سوال کے جواب میں لکھا گیا۔

امام احمد رضا بریلوی اس رسالے پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''بحمد للہ! اس شہر (سہارنپور) میں مرزا کا فتنہ نہ آیا، اور اللہ عزوجل قادر ہے کہ کبھی نہ لائے'' (۱۶)

ردمرزائیت میں امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتووں کو ہر موافق و مخالف نے قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا ہے، پروفیسر خالد شبیر احمد، فیصل آباد، دیوبندی مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے ہیں، اس کے باوجود انہوں نے اپنی تالیف ''تاریخِ محاسبۂ قادیانیت'' میں ردمرزائیت سے متعلق امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ بڑے اہتمام سے نقل کیا اور فتوے سے پہلے اپنے تاثرات

یوں قلم بند کئے:

''اس فتوے سے جہاں مولانا کے کمالِ علم کا احساس ہوتا ہے، وہاں مرزا غلام احمد کے کفر کے بارے میں ایسے دلائل بھی سامنے آتے ہیں کہ جسکے بعد کوئی ذی شعور مرزا صاحب کے اسلام اور اس کے مسلمان ہونے کا تصور بھی نہیں کرسکتا''۔(۱۷)

مزید لکھتے ہیں:

''ذیل کا فتویٰ بھی آپ کی علمی استطاعت، فقہی دانش و بصیرت کا ایک تاریخی شاہکار ہے، جس میں آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کو خود ان کے دعاوی کی روشنی میں نہایت مدلل طریقے سے ثابت کیا ہے، یہ فتویٰ مسلمانوں کا وہ علمی و تحقیقی خزینہ ہے جس پر مسلمان جتنا بھی ناز کریں کم ہے''۔(۱۸)

بعض غیر ذمہ دار افراد نے محض مخالفت برائے مخالفت کے نکتۂ نظر سے امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بے سروپا باتیں منسوب کر کے غیر حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کیا تو یہاں تک لکھ دیا:

''مرزا غلام احمد بیگ جو انہیں (امام احمد رضا بریلوی کو) پڑھایا کرتے تھے، نبوت کے جھوٹے دعوے دار مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی تھے''۔(۱۹)

امام احمد رضا بریلوی کے ابتدائی استاذ اور مرزا قادیانی کے بھائی کا نام ایک ہے جس کی بناء پر یہ مغالطہ دیا گیا، حالانکہ یہ دونوں الگ الگ شخص ہیں۔

حضرت مولانا مرزا غلام قادر بیگ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی مرزا مطیع بیگ کے پوتے مرزا عبدالوحید بیگ (بریلی) نے اپنے ایک مقالہ میں اس الزام تراشی کا مسکت جواب دیا ہے، ان کا بیان ہے کہ مرزا غلام قادر بیگ لکھنؤ کے محلہ جھوائی ٹولہ میں یکم محرم، ۲۵ رجولائی ۱۲۴۳ھ/ ۱۸۲۷ء کو پیدا ہوئے، ان کے والد لکھنؤ سے بریلی منتقل ہوگئے تھے، ہمارا خاندان نسلاً ایرانی یا ترکستانی مغل نہیں ہے، مرزا اور بیگ کے خطابات اعزاز شاہانہ مغلیہ کے عطا کردہ ہیں، مرزا غلام قادر بیگ طبابت کرتے تھے اور دینی تعلیم بلا معاوضہ دیا کرتے تھے، دوسرے طالب علم آپ کے مطب پر پڑھنے آتے، لیکن آپ امام احمد رضا بریلوی کو ان کے مکان پر ہی درس دیتے تھے، پھر ایک وقت ایا کہ انہوں نے اصرار کر کے امام احمد رضا سے ہدایہ کا درس لیا اور فخر سے فرمایا کرتے تھے کہ:

''میں علم و فضل کے شہنشاہ کا شاگرد ہوں، ان شاء اللہ! روز قیامت میں بھی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں کی مبارک صف میں شامل ہوں گا''

حضرت مرزا غلام قادر بیگ کا انتقال بریلی شریف میں یکم محرم، ۱۸ر اکتوبر ۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۷ء کو نوے سال کی عمر میں ہوا، محلّہ باقر گنج میں واقع حسین باغ میں دفن کیئے گئے رحمۃ اللہ علیہ۔ جناب مرزا عبدالوحید بیگ (بریلی) لکھتے ہیں

''ہمارے خاندان کا کبھی بھی کسی قسم کا کوئی واسطہ و تعلق مرزا غلام احمد قادیانی کذاب سے نہیں رہا، اس لئے یہ کہنا کہ حضرت مولانا غلام قادر بیگ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب کے بھائی تھے، انتہائی لغو، بے بنیاد اور کذب صریح ہے''۔(۲۰)

مآخذ

(۱) احمد رضا بریلوی، امام: فتاویٰ رضویہ (شیخ غلام علی، لاہور) جلد نمبر ا، نمبر ۲۴۷

(۲) احمد رضا بریلوی، امام: فتاویٰ رضویہ (شیخ غلام علی، لاہور) جلد نمبر ا، نمبر ۲۴۷

(۳) احمد رضا بریلوی، امام: فتاویٰ رضویہ (شیخ غلام علی، لاہور) جلد نمبر ا، نمبر ۲۴۷

(۴) احمد رضا بریلوی، امام: (احکام شریعت، طبع کراچی) جلد نمبر ا، نمبر ۱۱۲

(۵) ایضاً: صفحہ نمبر ۱۲۸ (۶) ایضاً: صفحہ نمبر ۱۳۹

(۷) ایضاً: صفحہ نمبر ۱۲۲ (۸) ایضاً: صفحہ نمبر ۱۷۷

(۹) احمد رضا خاں بریلوی، امام: فتاویٰ رضویہ (طبع مبارک پور، انڈیا) جلد نمبر ۶، صفحہ نمبر ۵۱

(۱۰) ایضاً صفحہ نمبر ۳۲-۳۱

(۱۱) ایضاً

(۱۲) احمد رضا: المعتقد المنتقد (مکتبہ حامدیہ، لاہور) صفحہ نمبر ۲۳۹

(۱۳) احمد رضا: حسام الحرمین (مکتبہ نبویہ، لاہور) صفحہ نمبر ۱۵-۷

(۱۴) احمد رضا بریلوی، امام: فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۵۸

(۱۵) احمد رضا: مجموعہ رسائل ردمرزائیت (رضا فاؤنڈیشن، لاہور) صفحہ نمبر ۴۴

(۱۶) ایضاً: صفحہ نمبر ۲۶

(۱۷) خالد بشیر احمد، پروفیسر: تاریخ محاسبۂ قادیانیت (فیصل آباد) صفحہ نمبر ۴۵۵

(۱۸) ایضاً: صفحہ نمبر ۴۶۰

(۱۹) احسان الٰہی ظہیر: البریلویہ، عربی (طبع لاہور) صفحہ نمبر ۲۰-۱۹

(۲۰) عبدالوحید بیگ مرزا: ماہنامہ سنی دنیا، بریلی شریف، شمارہ جون، ۱۹۸۸ء

اُسوۂ حسنہ کے چراغ

معارف اسلام
(اسلامی معلومات کا خزانہ)

مرتب: علامہ سید آلِ حسنین میاں قادری برکاتی*

﴿۱۳۸﴾ حضور انور ﷺ نے فرمایا میں تمہارے پاس پاک صاف شریعت لایا ہوں۔ خدا کی قسم اگر موسیٰ بن عمران زندہ ہوتے تو ان کے لیے بھی میرے اتباع کے سوا کوئی گنجائش نہ رہتی۔

﴿۱۳۹﴾ ابن عساکر کعب احبار سے روایت کی ہے کہ آدم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت کی تھی کہ تم اللہ کے ذکر کے ساتھ محمد کا نام بھی لیا کرو کیونکہ میں نے ان کا نام عرش کے ستون پر لکھا دیکھا ہے جبکہ میں روح اور مٹی کے درمیان تھا پھر میں نے گھومنا شروع کیا تو آسمان میں کوئی جگہ ایسی نہیں دیکھی جس میں محمد ﷺ کا نام نہ لکھا ہو۔ نہ جنت میں کوئی محل اور کوئی بالا خانہ دیکھا مگر اس پر محمد ﷺ کا نام لکھا ہوا تھا اور میں نے ان کا نام مبارک حورعین کے سینوں پر، جنت کے درختوں کی شاخوں پر، شجر طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں، حجابات کے کناروں، فرشتوں کی آنکھوں میں لکھا دیکھا۔ تم ان کا ذکر کثرت سے کیا کرو کیونکہ فرشتے بھی ہر گھڑی ان کا ذکر کرتے ہیں۔

﴿۱۴۰﴾ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ اپنے ہم نشینوں میں آں حضرت ﷺ کی سیرت کیسی تھی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ ہمیشہ خندہ پیشانی سے رہنے والے، نرم اخلاق والے، سہولت کی زندگی بسر کرنے والے، نہ درشت خو تھے نہ بد مزاج نہ بے ہودہ بکنے والے، نہ عیب جوئی کرنے والے، جس چیز کی خواہش نہ ہوتی اس سے تغافل برتتے نہ اس کا عیب بیان کرتے نہ اس سے رغبت ظاہر فرماتے۔ تین چیزیں آپ نے خود ترک فرما دی تھیں شک کرنا، مالِ کثیر جمع کرنا اور غیر مفید باتیں کرنا۔ تین چیزوں سے آپ نے لوگوں کو چھوڑ دیا تھا، کسی کی مذمت نہیں کرتے تھے کسی کو عار نہیں دلاتے تھے اور کسی کی پوشیدہ بات کا تجسس نہیں کرتے تھے۔ صرف وہی کلام کرتے جس میں آپ کو ثواب کی امید ہوتی تھی۔ جب گفتگو فرماتے تو اہل مجلس اس طرح خاموش ہو جاتے جیسے ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوں۔ پھر جب آپ خاموش ہو جاتے تو لوگ کلام کرتے۔ مسافر اور غریب کی بات کرنے یا سوال کرنے میں اس کی بے ادبی پر صبر فرماتے۔ اس وقت صحابہ اسے دور ہٹانا چاہتے تو آپ فرماتے جب کسی ضرورت مند کو دیکھو کہ کچھ طلب کرتا ہے تو اس کی مدد کرو۔ سوائے تلافی کرنے والے کے کسی کی مدح و ثناء قبول نہ کرتے۔ آپ کسی کی بات قطع نہ کرتے تھے تاوقتیکہ وہ خود ہی قطع نہ کرے۔ حلم وصبر کے جامع تھے۔ آپ کو نہ تو کوئی چیز غضبناک کرتی تھی نہ بے زار۔ احتیاط صرف چار چیزوں پر منحصر تھی۔ نیکی کے اخذ کرنے میں کہ اس کی پیروی کریں، بدی کے ترک کرنے میں کہ اس سے باز رہیں، بہبود امت کے امور میں عقل سے غور و فکر کرنے میں اور ان امور کے قائم کرنے میں جن سے امت کی دنیا اور آخرت جمع ہو۔

﴿۱۴۱﴾ درود شریف میں صلوٰۃ وسلام دونوں عرض کرنے چاہئیں کہ قرآن کریم میں دونوں کا حکم دیا گیا ہے صرف صلوٰۃ یا سلام بھیجنے کی عادت ڈال لینا منع ہے۔ اسی لیے درود ابراہیمی صرف نماز کے لیے ہے کیونکہ اس میں صرف صلوٰۃ ہے سلام نہیں۔ سلام التحیات میں ہو چکا ہے۔ نماز کے علاوہ یہ درود مکمل نہیں کہ سلام سے خالی ہے۔
(البتہ اس دور کے ساتھ فوراً بعد التحیات والسلام ''السلام علیک ایھا النبیّ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ'' پڑھ لیا جائے تو اس حکم کی تکمیل ہو جائے گی) مدیر

﴿۱۴۲﴾ حضرت عثمان ابن طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ اور ہجرت سے پہلے میں پیر اور جمعرات کو کعبہ کھولا کرتا تھا۔ ایک روز حضور انور

---

*(سجادہ نشین: آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ، مارہرہ مطہرہ، انڈیا)

ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے لیے آج کعبہ کھول دو، میں نے آپ کی بڑی بے ادبی کی مگر حضور ﷺ نے بہت بردباری فرمائی اور فرمایا کہ اے عثمان عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ تم یہ چابی میرے ہاتھوں میں دیکھو گے جسے چاہوں دوں۔ میں بولا اگر ایسا ہوا تو قریش ہلاک ہوجائیں گے اور کعبہ ذلیل ہوجائے گا۔ فرمایا نہیں، رب کعبہ کی قسم، کعبہ کو اسی دن عزت ملے گی، مجھے یقین ہوگیا کہ ایسا ہوکر رہے گا کیونکہ اس زبان مبارک کی بات خالی نہیں جاتی۔ حتیٰ کہ جب حضور ﷺ عمرہ قضا کے لیے ذی قعدہ سن سات ہجری میں بیت اللہ تشریف لائے اور میں نے آپ کی سج دھج دیکھی تو میرے قلب کا حال بدل گیا دل میں ایمان آگیا۔ موقع ڈھونڈھا مگر خدمت میں حاضر نہ ہوسکا یہاں تک کہ حضور مدینہ واپس ہوگئے ایک روز دل بہت بے چین ہوا تو اندھیرے منہ مکہ سے بھاگا۔ راستے میں خالد ابن ولید اور عمر بن عاص سے ملاقات ہوئی۔ ان کا حال بھی میرا ہی جیسا تھا۔ چنانچہ ہم تینوں مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور دستِ اقدس پر بیعت کرکے مسلمان ہوگئے۔ پھر فتح مکہ کے دن جو کہ رمضان سن آٹھ ہجری میں ہوئی، ہم تینوں حضور انور ﷺ کے ساتھ ہی مکہ آئے تب مجھ سے حضور نے چابی منگائی۔ حضرت عباس نے چاہا کہ چابی انہیں دیدی جائے۔ میں ڈر کی وجہ سے چابی نہ مانگ سکا۔ مجھے واقعہ یاد تھا اور میں سمجھتا تھا کہ حضور انور ﷺ کے چچا کے مقابلہ میں مجھ غیر کی کیا حیثیت ہے۔ مگر کرمِ خسروانہ کے قربان، فرمایا عباس اگر تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہو تو چابی مجھے دو، چابی لے کر فرمایا عثمان کہاں ہیں، میں بولا حضور حاضر ہوں، فرمایا لو یہ چابی یہ ہمیشہ تمہارے پاس رہے گی۔

﴿۱۴۳﴾ کسی نبی کی کتاب معجزہ نہ تھی۔ ہمارے حضور کا قرآن حضور کا زندہ جاوید معجزہ ہے اس لیے اور رسولوں کی کتاب اعلانِ نبوت سے عرصہ بعد ملی مگر حضور ﷺ کی نبوت کے ظہور کی ابتداء نزول قرآن ہی سے ہوئی۔

﴿۱۴۴﴾ ابن سعد دارمی نے اپنے مسند میں، بیہقی نے دلائل النبوت میں اور ابن عساکر نے سیدنا عبداللہ بن سلام سے روایت کی کہ توریت میں حضور کے اوصاف یوں بیان ہوئے ہیں، اے نبی ہم نے آپ کو شاھد مبشر، نذیر، امّی اور لوگوں کا محافظ بنا کر بھیجا۔ تم میرے بندے میرے رسول ہو میں نے تمہارا نام متوکل رکھا تم نہ تو سخت دل ہو نہ سخت زبان، نہ بازار میں شور مچانے والے، برائی کا بدلہ برائی سے نہ دو گے بلکہ درگذر اور معافی سے کام لو گے۔ اللہ انہیں وفات نہ دے گا یہاں تک کہ ان کے ذریعہ ٹیڑھی امت کو سیدھا کردے گا اور لوگ کہنے لگیں گے لاالہ الا اللہ۔ رب تعالیٰ ان کے ذریعہ اندھی آنکھیں بہرے کان پردے والے دل کھول دے گا۔

﴿۱۴۵﴾ ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت سہیل مولیٰ خیثمہ سے روایت کی کہ میں نے انجیل میں حضور ﷺ کے اوصاف یوں پڑھے، وہ نہ تو پستہ قد ہیں نہ دراز قد، گورا رنگ ہیں، دو زلفوں والے ہیں، ان کے کاندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے، وہ صدقہ قبول نہ کریں گے اونٹ اور خچر پر سوار ہوں گے اپنی بکری خود دودھ لیا کریں گے۔ پیوند والے کپڑے پہن لیں گے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے۔ ان کا نام احمد ہوگا۔

﴿۱۴۶﴾ بیہقی نے دلائل النبوت میں وہب ابن منبہ کی روایت سے نقل کی کہ اللہ تعالیٰ نے زبور میں فرمایا کہ اے داؤد تمہارے بعد ایک نبی آئیں گے جس کا نام احمد اور محمد ہوگا۔ وہ میری نافرمانی کبھی نہ کریں گے، میں ان پر کبھی ناراض نہ ہوؤں گا، ان کی امت مرحومہ ہوگی، انہیں نوافل کا ثواب نبیوں کی طرح دوں گا، ان پر نبیوں کے فرائض لازم کردوں گا۔ قیامت میں اس امت کا نور نبیوں کے نور کے مثل ہوگا۔ میں ان پر گزشتہ نبیوں کی طرح ہر نماز کے لیے وضو، ہر جنابت کے لیے غسل، حج، جہاد فرض کروں گا۔ اے داؤد میں نے محمد اور امت محمدیہ کو تمام نبیوں تمام امتوں پر چھ چیزوں سے عظمت دی ہے، ان کی بھول چوک معاف ہوگی، وہ جو بھی گناہ کرکے توبہ کریں گے تو انہیں بخش دوں گا اور وہ جو کام آخرت کے لیے کریں گے میں اس کا عوض انہیں دنیا میں بھی دوں گا۔ جب وہ مصیبتوں میں انا للہ پڑھیں گے تو انہیں بڑا ثواب دوں گا۔ ان کی دعائیں قبول کروں گا.

(جاری ہے)

طلبا کا معارف

مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ اور احترامِ استاذ

تحریر: ڈاکٹر ظہور احمد اظہر *

ہر جسمِ متحرک خواہ مشین ہو، حیوان ہو یا انسان، لیور یعنی جگر کے بغیر نہ تو اس کا وجود ہے، نہ عمل ہے اور نہ بقاء ہے، ان اجسامِ متحرکہ میں سے کوئی بھی اگر لیور (Liver) سے محروم ہو جائے تو زندگی، عمل اور وجود سب کچھ ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دنیا کی ہر تنظیم اور ہر نظام بھی اسی اصول کے تابع ہے۔ تنظیم میں کوئی نہ کوئی ہستی اس لیور اور جگر کا کردار ادا کرتی ہے۔ اگر وہ معدوم ہو جائے تو تنظیم بیکار اور عملی کردار سے محروم ہو جاتی ہے، دنیا کے ہر نظام کا بھی یہی عالم ہے اور اس کی بہترین مثال نظامِ تعلیم ہے۔ ہر قوم اور ہر ملک کے نظامِ تعلیم کا لیور اور جگر استاذ ہے، اگر کسی نظامِ تعلیم کا یہ پرزہ ناکارہ ہو جائے اور اپنی افادیت و تاثر سے عاری ہو جائے تو نظام کی ہیئتِ ترکیبی ایک بے جان جسم اور قوتِ عمل سے محروم نظام قرار پائے گا۔

بات دراصل یہ ہے کہ تعلیم و تدریس موزوں و متوازن مرکب اینٹوں یا خوبصورت جڑے ہوئے پتھروں کی خوشنما عمارت سے وابستہ نہیں، بلکہ تعلیم اور تدریس کا کام تو سرے سے عمارت کا محتاج ہی نہیں ہوتا کسی بھی گھنے سایہ دار درخت سبزے اور فرش خاکی سے بھی یہ کام لیا جاسکتا ہے، دنیا کی تاریخ میں آپ نے کئی ایک ایسی درسگاہوں کے نام پڑھے اور سنے ہوں گے جو ایک درخت کے زیرِ سایہ شروع ہوئیں، اسی طرح کتابوں اور پوتھیوں سے بھی بے نیاز رہا جاسکتا ہے، لیکن ایک وجود ایسا ہے جس کے بغیر تعلیم و تدریس کا تصور بھی ناممکن ہے اور وہ ایک استاذ ہستی ہے۔ بلکہ تعلیم و تدریس کا نام ہی استاذ کا ہے، ایک اچھی عمارت کے بغیر اچھی تعلیم ممکن ہے اسی طرح اچھی کتاب اور اچھے نصاب کے بغیر بھی تعلیم ممکن ہو سکتی ہے مگر ایک اچھے استاذ کے بغیر اچھی تعلیم قطعی ناممکن ہے، چنانچہ ایک برا استاذ ایک اچھی کتاب سے اچھے نتائج کبھی پیدا نہیں کر سکتا، مگر ایک اچھا استاذ خراب نصاب اور بری کتاب سے بھی اچھے نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ یوں استاذ کو نصابِ تعلیم کے ساتھ ساتھ نظامِ تعلیم میں کلیدی کردار حاصل ہے، معلم و مدرس یا استاذ تعلیم کے میدان میں وہی مرتبہ اور مقام رکھتا ہے جو روح کو جسم میں اور انبیائے کرام علیہم السلام کو اصلاحِ انسانیت کے کام میں نصیب ہوا ہے، تعلیمِ انسانیت دراصل انبیائے کرام علیہم السلام کا کام ہے جو استاذ کو ورثے میں ملا ہے۔ بلکہ یہ مرتبہ و مقام تو وہ ہے جو اپنے اندر رحمتِ الٰہیہ کا عکس اور مصطفوی کردار علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء کی رونق کا حامل بھی ہے۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّھَا

''اور اللہ تعالیٰ نے تمام نام آدم علیہ السلام کو سکھلا دیئے''

کی رو سے اللہ جل شانہٗ آدم علیہ السلام کو تعلیم دینے والے ہوئے اور بلاشبہ اللہ جل شانہٗ اپنے تمام نبیوں اور رسولوں کو تعلیم و ہدایت عطا فرمانے والے ہیں۔ ہمارے سید و مولا مصطفی ﷺ نے تو صاف لفظوں میں اپنی بعثت کا مقصد یوں بیان فرمایا کہ:

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ''مجھے معلم بنا کر مبعوث کیا گیا ہے''

عرض صرف یہ کرنا ہے کہ اسلامی تعلیمات میں استاذ کا مرتبہ و احترام معاشرے کے تمام انسانوں سے بلند و برتر ہے۔ اسلامی تعلیم کی تاریخ میں ہمیشہ استاذ کے اس مقام و احترام کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور اسی روش نے امت میں ایسے ایسے بلند مرتبہ اساتذہ کرام کو وجود عطا کیا ہے جن کے احترام کے لیے آج بھی گردنیں جھکتی اور سرنگوں ہو جاتے ہیں، امتِ مسلمہ نے استاذ کو وہی مرتبہ دیا ہے جو کوئی نیک اولاد اپنے والد گرامی کو دے سکتی ہے۔ خلفاء، بادشاہوں اور حاکموں کی اولاد اپنے اساتذہ کی جوتیاں سیدھی کرنے میں فخر محسوس کرتی رہی ہے، مصر کے عظیم و جلیل قومی شاعر احمد شوقی نے اسی لئے یہ تلقین کر کے بات ہی ختم کر دی ہے کہ:

قم للمعلم وفه تبجیلا
کاد المعلم ان یکون رسولا

*(سابق ڈین فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز، پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

(بشکریہ ماہنامہ نوائے اساتذہ لاہور، فیصل آباد، شمارہ ستمبر/اکتوبر ۲۰۰۳ء)

یعنی اٹھو اپنے استاذ کے لیے اور اسے پورا پورا احترام دو کیونکہ استاذ تو رسول کے مرتبے کے قریب قریب پہنچ جاتا ہے۔

اسلام میں استاذ کے اس احترام اور نظامِ تعلیم میں معلم کے اس کردار کے پیشِ نظر مدح رسول ﷺ میں سعدی و اقبال کا قلندرانہ مقام رکھنے والے شاعرِ بے مثل اور عالمِ بے بدل حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو تعلیمی نظریات ہمیں عطا فرمائے ہیں ان میں احترام استاذ کو تمام باتوں پر فوقیت حاصل ہے اور اسی پہلو پر سب سے زیادہ توجہ مبذول فرمائی گئی ہے۔

فتاویٰ رضویہ کی طباعت واشاعت نہ صرف یہ کہ فاضل بریلوی کے علم وفضل اور جدید وقدیم فکر کی رہنمائی کے لیے ان کی طبع فیاض پر شاہد عدل ہیں بلکہ اسلامی علوم کا ایک انسائیکلو پیڈیا ہے جو ہر موضوع کے متعلق تسلی بخش اور مفید معلومات مہیا کرتا ہے، اگر ان فتاویٰ کی شناوری وغواصی کا شرف حاصل ہو جائے تو بے شمار اور بے بہا گوہر ہائے گراں مایہ میسر آتے ہیں، ان کے تعلیمی افکار پر بھی ایک وسیع مفید کام ہو سکتا ہے، احترامِ استاذ کے حوالے سے ایک جگہ لکھا ہے:

''امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم می آرند کہ فرمود ''من علمنی حرفاً فقد صیرنی عبداً ان شاء باع وان شاء اعتق'' ھر کہ مرا حرفے آموخت پس بہ تحقیق مرابندۂ خود ساخت، اگر خواھد فروشد و اگر خواھد آزاد کند''

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا یہ فرمانا کہ انسان کو اگر کوئی ایک حرف بھی سکھلاتا ہے تو وہ اسے گویا اپنے غلام بنالیتا ہے۔ دراصل معلم و مدرس کے مقامِ بلند و برتر کی حقیقت کو عیاں کرتا ہے جو اسلامی تعلیمات کی روح سے استاذ کو نصیب ہوتی ہے۔ ہمارے نظامِ تعلیم میں جو ابتری نظر آتی ہے وہ اسی حقیقت کو فراموش کرنے کا نتیجہ ہے، استاذ کو جب تک اس کا کھویا ہوا مقام میسر نہیں آتا جو اسلامی تاریخ کے زریں ادوار اور علم وفضل کا طرۂ امتیاز تھا، اس وقت تک ہمیں وہ مرتبہ و مقام نصیب نہیں ہو سکتا جو مسلمان قوم کی شان تھی اور جو آج کے دور میں زندہ اقوام کی شان ہے، ہمارے دورِ زوال اور عہد غلامی نے ہماری اس روایت کو ہمارے کردار سے اس طرح محو کر دیا ہے جس طرح کوئی روشنائی مٹانے والی دوا سے حرفِ غلط کو محو کر دیتا ہے۔ ہمارا مستقبل اسی وقت محفوظ و مصؤن اور روشن و تاباں ہو سکتا ہے جب ہم اپنی اس روایت کو ایک دفعہ پھر اسی طرح زندہ کر دیں جس طرح کبھی وہ مدینہ و دمشق، (کوفہ و قاھرہ) بغداد و قرطبہ اور دلی و لاہور میں زندہ تابندہ تھی، ہمیں اپنے استاذ کو وہی احترام دینا ہے جو اسے ہمارے دینِ متین، ہمارے اسلاف اور ہماری شاندار تاریخ نے عطا کیا ہے، استاذ ہی قومیں بناتے اور تعمیر و ترقی کے بامِ عروج تک پہنچاتے ہیں۔ یہی کچھ ہمیں فتاویٰ رضویہ اور حضرت امام (احمد رضا) کی دیگر تصانیف سے میسر آتا ہے، حضرت ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''ناسپاسی استاذ کہ بلائے است ھائل و دائے است قاتل، و برکاتِ علم رامزیل و مُبطل، العیاذ باللہ!''

''استاذ کی ناشکری ایک ہولناک آفت ہے ایک مہلک بیماری ہے اور برکاتِ علم کو زائل و باطل بنا دینے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے''

احسان مندی و شکر گزاری ایک نعمت ہے جبکہ ناشکری و احسان فراموشی ایک لعنت ہے، مگر جب یہ استاذ کے حوالے سے ہو تو پھر اس کے وبال اور بربادی کی کوئی حد ہی نہیں ہے، افراد و اقوام اپنے بنانے والوں کو اگر بھول جائیں تو گم ہو جاتی ہیں، بالکل جیسے بیرنگ کا کوئی مالک اور اتہ پتہ نہیں ہوتا اسی طرح ان کی منزل بھی گم ہو جاتی ہے اور وہ راستوں کی خاک میں ہی نیست و نابود ہو جاتی ہیں۔

ایک اور مقام پر ایک حدیث نبوی ﷺ سے استشہاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اپنے استاذ بلکہ شاگردوں کے لیے بھی تواضع کا حدیث میں حکم ہے''۔

''تواضعوا لمن تتعلمون منه وتواضعوا لمن تعلمونه ولا تكونوا جبابرة العلماء''

''کہ جس سے علم سیکھو اس سے بھی تواضع سے پیش آؤ اور جسے سکھلاتے ہو اس کے لیے بھی تواضع سے کام لو اور سرکش عالم مت بنو!''

استاذ وہ انجینئر ہے جو انسان سازی کرتا ہے، انسانوں کی سیرت سازی کر رہا ہے، اور اپنے شاگردوں کے لیے تعمیرِ شخصیت کا کردار ادا کرتے ہے، اس لیے ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ جس انسان ساز کو ہم اپنا لختِ جگر سیرت سازی کے لیے پیش کر رہے ہیں وہ کس صلاحیت کا مالک ہے اور جس نے ہمارے بچوں کی تعمیر شخصیت کا فریضہ بہترین انداز میں انجام دیا ہے اس کے مرتبہ اور احترام کو ہر حال میں پیشِ نظر رکھیں، یہی ہے نشان زندہ قوموں کا اور اسی نے ہماری ہستی۔ ہماری زندگی اور ہمارے عملی کردار کی تشکیل کرنا ہے!

خواتین کا معارف

عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ

〈احادیثِ مبارکہ روشنی میں〉

علامہ سید سعادت علی قادری*

''حکیم بن معاویہ قشیری نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ ہم پر ہماری بیویوں کا کیا حق ہے پس آپ نے فرمایا، جو تم کھاؤ، اسے بھی کھلاؤ جب تم پہنو اس اسے بھی پہناؤ، اور اس کے منہ پر نہ مارو، اور اسے جدا نہ کرو مگر گھر میں''

(ابوداؤد شریف)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا مسلمانوں میں کامل ایمان والے وہ ہیں جن کا اخلاق اچھا ہے اور تم میں سے اچھے وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے ہیں''۔

(ترمذی شریف)

ان ارشادات کے علاوہ متعدد احادیث ملتی ہیں، جن میں شوہروں کو بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کا حکم دیا گیا، لیکن اس کے ساتھ عورتوں پر بھی مردوں کے حقوق کی وضاحت کی گئی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بیوی کے لئے سب سے بلند مرتبہ حتی کہ ماں، باپ سے بھی زیادہ اس کا شوہر ہے عورت پر شوہر کی اطاعت واجب ہے یہاں تک کہ وہ نفلی عبادت بھی شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں کرسکتی، اسے شوہر کی عزت وآبرو اور مال ومتاع کا محافظ قرار دیا گیا ہے شوہر کے عیوب اور کمزوریوں کی پردہ پوشی بھی اس کی ذمہ داری ہے شوہر کی ہر طرح خدمت، اس کی ضروریات کا خیال رکھنا اس کو ہر طرح سے خوش رکھنے کی کوشش کرنا، اس کے فرائض میں شامل ہے، گھر کی دیکھ بھال بچوں کی اچھی تربیت اس کا کام ہے، مختصر یہ کہ مرد عورت سے پوری طرح محبت کرے اور عورت اس کی اطاعت کرے اور جب دونوں اپنی اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہیں تو گھر جنت بن جاتا ہے سکون و طمانیت کی زندگی میسر آتی ہے گھر کی ہر چیز میں برکت ہوتی ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایک شوہر کی حیثیت سے حضور علیہ السلام نے ان کی زندگی میں دوسرا نکاح نہ کیا، ان سے آپ کی محبت اور اچھے برتاؤ ہی کا یہ نتیجہ سامنے آیا کہ انہوں نے نہ صرف اپنا سارا مال ومتاع حضور علیہ السلام پر قربان کیا بلکہ آپ کی عظمت اور خوبیوں کا بھی برملا اعتراف کیا اور پہلی وحی کے نزول کے چند گھنٹے بعد ہی سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد میرے آقا ﷺ نے میری آٹھ ماؤں کے ساتھ زندگی بسر کی، لیکن ہمیں ایسا ایک واقعہ بھی نہیں ملتا، جس سے معلوم ہو کہ آپ نے کبھی اپنی کسی بیوی کو مارا، پیٹا یا برا کہا یا کوئی سزا دی ہو، صرف ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ سب ازواج مطہرات نے اجتماعی طور پر آپ سے اپنے اخراجات کے اضافہ کا مطالبہ کیا جس کا نبی مکرم علیہ السلام کو سخت صدمہ ہوا لیکن اس موقع پر بھی ثابت نہیں کہ آپ نے اپنی بیویوں کے ساتھ کوئی بدسلوکی کی ہو بلکہ آپ خاموش ہوگئے اور بطور سزا ایک ماہ کے لئے آپ نے سب سے علیحدگی اختیار فرمائی غرضیکہ آپ ہمیشہ بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے رہے جب گھر میں تشریف لاتے تو مسکراتے ہوئے داخل ہوتے، گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے اور ہر طرح ازواج کی دلجوئی کا خیال رکھتے، جس کا اندازہ اس واقعہ سے کیجئے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنا ایک واقعہ بیان کرتی ہیں کہ مجھے گڑیوں سے کھیلنے کا بہت شوق تھا (جو جائز ہے) جب حضور علیہ السلام باہر ہوتے میں اپنے کاموں سے فارغ ہو کر تھوڑی دیر کھیل لیا کرتی تھی اور پھر گڑیاں ایک طاق میں رکھ دیتی تھی جس پر پردہ پڑا رہتا تھا، ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے انہیں دیکھ لیا اور پوچھا یہ کیا ہے، میں نے بتادیا، کہ یہ میری گڑیاں ہیں جن سے میں کھیلتی ہوں، انمیں ایک گھوڑا بھی تھا، جس کے اوپر دو پر لگے ہوئے تھے، آپ نے پوچھا یہ کیا ہے میں نے عرض کیا یہ گھوڑا ہے، آپ نے فرمایا لیکن گھوڑے تو پردار نہیں ہوتے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ، آپ نے نہیں سنا کہ سلیمان علیہ السلام کا گھوڑا پروں والا تھا، یہ سن کر آپ ہنس دیئے۔

اس قسم کے متعدد واقعات احادیث وسیرت کی کتابوں میں موجود ہیں جو بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی تعلیم دیتے ہیں اور جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ زندگی کے اس شعبہ کی اصلاح پر حضور علیہ السلام نے خصوصی توجہ فرمائی

*(مبلغ اسلام، مشہور عالم دین اور صاحبِ تصانیفِ کثیرہ)

(ماخوذ از ''اچھا برتاؤ'' القادری اسلامک پبلی کیشن، پاکستان، ہالینڈ، افریقہ)

کیونکہ یہی شعبہ زندگی ہمیشہ بیشمار خرابیوں کا شکار رہا ہے جبکہ اسی کو درست کر لینا پورے معاشرے کی تباہی سے بچا لینے کا ذریعہ ہے۔

ماں اور بیوی کے بعد، بیٹی اور بہن کا رشتہ پیار کا رشتہ ہے ہر بیٹی اپنے باپ کی محبت بھری توجہ کی اور ہر بہن اپنے بھائی کے پیار کی خواہاں رہتی ہے لیکن اسلام کے علاوہ کوئی مذہب، کوئی قانون نہیں جو بیٹی اور بہن کی اس خواہش کو پرا کرنے کی ضمانت دے سکے۔ میرے آقا ﷺ بیٹی والوں کو ہدایت دیتے ہیں:

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جس کی بیٹی ہو اور وہ اسے زندہ دفن نہ کرے نہ اسے ذلیل کرے اور نہ اپنے بیٹے کو اس پر ترجیح دے تو اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا''۔ (ابوداؤد)

اب بیٹیوں کو دفن کرنے کا زمانہ تو نہیں تاہم انہیں کمتر سمجھنے بیٹوں کو ان پر ترجیح دینے کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ جس گھر میں بیٹی پیدا ہو جائے وہاں اظہار غم کیا جاتا ہے اور جہاں لڑکا پیدا ہو وہاں جشن کا سا ہوتا ہے، یہ حماقت کے سوا کچھ نہیں، خوش تو اسے ہونا چاہیے جس کے یہاں بیٹی پیدا ہو کہ وہ اس کے لئے جنت میں داخل ہونے کا وسیلہ بن کر آئی ہے بیٹی کا باپ آقائے دوجہاں ﷺ کا مقرب ومحبوب بن جاتا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

''حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو دو بیٹیوں کی پرورش کرے، یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں تو وہ قیامت کے دن حاضر ہوگا کہ وہ اور میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملایا''۔ (مسلم شریف)

''حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا میں تمہیں بہترین صدقہ نہ بتاؤں، تمہاری وہ بیٹی جو تمہاری طرف لوٹادی گئی ہو اور تمہارے سوا اس کے لئے کوئی کمانے والا نہ ہو''۔ (ابن ماجہ)

یہ مطلقہ بیٹی کو سہارا دیا جا رہا ہے جس کے لئے ماں، باپ کچھ زیادہ ہی پریشان ہوتے اور کبھی اس کو بوجھ سمجھنے لگتے ہیں اور وہ غمزدہ ہر قسم کے طعنے سن کر لاچار ومجبور اپنی زندگی کے دن کاٹتی رہتی ہے آقائے رحمت ﷺ نے اس کی خدمت کو بہترین صدقہ قرار دیا تا کہ لوگ اس کو اپنے لئے اللہ کی رحمت جانیں اور وہ ہنسی خوشی زندگی بسر کر سکے۔

• حضور نبی کریم علیہ السلام کی اپنی چار صاحبزادیاں تھیں، جن میں سے دو حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم، مطلقہ بھی ہوئیں، آپ نے اپنی بیٹیوں کو جس طرح پالا اور انہیں جو محبت دی، وہ ہر باپ کے لئے ایک بہترین نمونہ ہے، بالخصوص سب سے چھوٹی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے تو آپ کو خصوصی انس تھا، جس کی گواہی ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دی، جب ان سے پوچھا گیا کہ:

''لوگوں میں میں سے حضور علیہ السلام کو سب سے پیارا کون تھا؟ آپ نے فرمایا، فاطمہ کہا گیا، مردوں میں سے فرمایا، ان کے شوہر'' (ترمذی شریف)

حضور علیہ السلام کا معمول تھا کہ دن میں کم از کم ایک مرتبہ ضرور اپنی پیاری بیٹی کے گھر تشریف فرما ہوتے تھے، نیز جب سفر پر تشریف لے جاتے تو اخیر میں عین روانگی کے وقت بیٹی سے ملنے آتے اور واپسی پر سب سے پہلے ان کے پاس آتے، اور خیر معلوم کرتے تھے، آپ جب بھی بیٹی سے ملتے ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے تھے وہ آپ کی محرم راز تھیں بعض باتیں دوسروں پر ظاہر نہ فرماتے لیکن بیٹی کو بتا دیتے تھے۔

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے عملہ میں اضافہ

۱۹ر اگست ۲۰۰۴ء سے حکیم قاضی محمد طفیل عابد جلالی بحیثیت آفس سیکریٹری و نائب مدیر ''معارف رضا'' ادارہ میں ہمارے نئے رفیق ہیں۔ آپ بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی، ملتان سے ایم اے (اردو-فارسی) ہیں۔ گورنمنٹ طبیہ کالج بہاولپور کے مستند طبیب ہیں۔ ہمدرد پاکستان کے شعبہ انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ اینڈ طبی ریسرچ میں دس سال بطور محقق و نائب مدیر ''اخبار الطب'' خدمات انجام دیں۔ تنظیم المدارس کے فاضل ہیں۔ آج کل ہمدرد یونیورسٹی سے ''برصغیر کے طبیب شعراء'' کے موضوع پر پی۔ایچ۔ڈی کیلئے مقالہ لکھ رہے ہیں۔ اہل علم کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ کسی شاعر طبیب کے متعلق جانتے ہوں تو ان کے حالات اور نمونہ کلام ادارہ کے پتہ پر بھجوا کر حکیم صاحب سے علمی تعاون فرمائیں۔

(ادارہ)

بچوں کا معارف

اولیــــاء اللّٰـہ

ترتیب وپیشکش: صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

پیارے بچو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج ہم تمہیں اولیاء اللہ کے بارے میں بتائیں گے۔

لفظ اولیاء دراصل ولی کی جمع ہے۔ ولی کی اصل ولا سے ہے جس کے معنی ہیں قرب ونصرت ''ولی اللہ'' کے معنی ہوئے اللہ کا دوست۔

دراصل اولیاءِ کرام اللہ تبارک وتعالیٰ کے وہ نیک بندے جنہیں وہ اپنی محبت اور رضا کیلئے چن لیتا ہے اور پھر انہیں اپنا قربِ خاص عطا فرما کر اپنے فضل وکرم سے نوازتا ہے۔ اولیاء اللہ، اپنی زندگی کا ہر لمحہ اپنے مالک وخالک اللہ رب العزت کی محبت، اس کی رضا جوئی، اس کے رسول مکرم ﷺ کی محبت اور اتباع واطاعت میں گزارتے ہیں، وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اوران کے دل سے دنیا کی ہر شے کی محبت، خوف وغم نکال دیتا ہے اور انہیں پرہیز گاری، تواضع اور خلقِ خدا کے ساتھ عاجزی، انکساری اور اخلاق سے پیش آنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآنِ حکیم میں ارشاد فرماتا ہے:

اَلاَ اِنَّ اَولِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوفٌ عَلَیْھِم وَلَاھُمْ یَحزَنُونَ O

اَلذین کَانُوا و کانو یتقونO (یونس: ۱۰/۶۲-۳۶)

سن لو! بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم، وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں۔ (کنزالایمان)

مفسرینِ کرام نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ولی وہ ہے جو فرائض یعنی عبادات اور اسوۂ حسنہ پر استقامت کے عمل کے ذریعہ قربِ الٰہی حاصل کرے، اور اطاعتِ الٰہی میں مشغول رہے، اس کا دل نورِ جلالِ الٰہی کے پہچاننے اور اس کے ذکر میں مشغول ہو، وہ جب دنیا کی کسی شے کو دیکھے تو اس پر غور کرکے قدرتِ الٰہی کے نمونے دیکھے اور جب کوئی بات سنے تو صرف اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے محبوب رسول ﷺ کی بات سنے، جب گفتگو کرے تو اپنے ربُّ العلیٰ کی حمد ثنا اور اس کے رسولِ معظم ﷺ کی تعریف وتوصیف بولے، جب کوئی حرکت کرے (چلے، پھرے، کھائے پیئے، لوگوں سے ملے جلے) تو صرف طاعتِ الٰہی اور سنتِ رسول ﷺ کی پیروی میں کرے، جب کوشش کرے تو اسی امر میں کوشش کرے جو اس کے نزدیک ذریعۂ قربِ الٰہی اور حصولِ خوشنودیِ رسول اکرم ﷺ ہو اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نہ تھکے نہ اس کا دل یادِ الٰہی سے کسی وقت غافل ہو، جس چیز کا مشاہدہ کرے چشمِ دل سے قدرتِ الٰہی کو دیکھے، غیر اللہ کی طرف متوجہ نہ ہو، بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ قادر ومالک اس کا ولی (دوست)، ناصر، معین اور مددگار رہتا ہے۔ پھر ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ مخلوقِ خدا کے لیے صاحبِ کرامت اور برکت والا بنا دیتا ہے۔ ولی اللہ کے چہرے کی زیارت سے اللہ یاد آتا ہے، اس کی گفتگو لوگوں کے دلوں پر اثر کرتی ہے اور ان کے ایمان کو بڑھاتی ہے، اس کی دعا بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوتی ہے، یہ خود کو اپنے خالق کا حق بندگی ادا کرنے اور اس کی مخلوق کے ساتھ بھلائی اور ان پر رحم کرن کیلئے وقت کر دیتا ہے اور خالق ومالک اپنی رحمت وکرامت سے اس کی کارسازی فرماتا ہے۔

بچو! اللہ تعالیٰ کے ولیوں سے محبت رکھنی چاہیے اور ان کے ساتھ عزت واحترام سے پیش آنا چاہیے، ان کی صحبت میں بیٹھنا اور ان کی محفلوں میں آتے جاتے رہنا چاہیے اس لئے کہ اولیاء اللہ، اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے محبوب بندے ہیں۔ اولیاء اللہ کے گستاخوں اور دشمنوں سے بچتے رہنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول ﷺ فرماتے ہیں:

من عادیٰ لی ولیا فقد اذنتہٗ بالحرْبِ

یعنی جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی تو میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اولیاء اللہ سے محبت وعقیدت والا اور ان کے گستاخوں اور دشمنوں سے اپنی پناہ میں رکھے، آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

☆☆☆

معارف رضویات

ایں رہِ نعت است نہ صحرا

پروفیسر ڈاکٹر فاروق احمد صدیقی *

میرے مقالے کا عنوان عرفی شیرازی کے درج ذیل شعر سے ماخوذ ہے۔

عرفی مشتاب ایں رہ نعت است نہ صحرا
آہستہ کہ رہ بردم تیغ است قدم را

عرفی کے اس شعر کو نعت گوئی کے سلسلے میں ایک رہنما اصول کی حیثیت سے تسلیم کرلیا گیا ہے۔ یعنی تمام علمائے نقد ونظر اور صاحبان علم وفن کا اتفاق ہے کہ نعت کی راہ شاعری کی سخت ترین راہ ہے اور تمام اصناف سخن میں سب سے مشکل صنف، صنف نعت ہی ہے۔ یہ تیز تلوار کی دھار پر قدم رکھنے کے مترادف ہے شاعر جب تک اقلیم عشق کا تاجدار، اَسرار شریعت کا راز دار اور ساتھ ہی موید من اللہ نہیں ہو، اس صنف کی مشکلات سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا، یہاں کسی فکر وخیال کو فنی پیکر عطا کرنے سے پہلے افراط وتفریط دونوں خطرے سے خالی نہیں، اور خطرہ بھی جان کا نہیں ایمان کا۔ رسول گرامی وقار کی بارگاہ قدس، جہاں آواز بلند کرنا بھی حبط اعمال کا باعث ہے۔ وہاں تخیل کی بے راہ روی اور غیر ذمہ دارانہ سخن سازی کی گنجائش کہاں، الوہیت اور رسالت کے درمیان جو نازک رشتہ ہے، اسے نبھانا ہر شخص کے حوصلے اور مقدر کی بات نہیں۔ جب تک فضل خداوندی اور کرم مصطفوی شامل حال نہ ہو، اس وادی پُر خار کو طے نہیں کیا جاسکتا۔ افراط و تفریط کس طرح خطرۂ ایمان بن جاتے ہیں، اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔

توحید کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے
جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لیں گے محمد سے

(افراط)

مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

(تفریط)

پہلے شعر کے کفر صریح ہونے میں بڑے سے بڑے محتاط اہل فتویٰ کو تامل نہیں ہوسکتا اور دوسرے شعر کے بھی منصب رسالت کے منافی ہونے میں کسی اہل علم و دانش کو تذبذب نہیں ہوگا۔ جیسا کہ ڈاکٹر سید وحید اشرف کچھوچھوی رقم طراز ہیں:

> ''نبی اور ایلچی ایک دوسرے کے مرادف نہیں اور یہاں نبی کو ایلچی کہنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ جب کہ قافیے کی بھی تنگی نہ تھی اور یہاں مصرع میں بڑی آسانی سے بجائے ایلچی کے نبی کا لفظ لایا جاسکتا ہے''۔

(ماہنامہ المیزان کا امام احمد رضا نمبر، ص ۴۵۸)

جناب جمال پانی پتی لکھتے ہیں:

> ''انہوں نے (مولانا حالی نے) اس بات پر غور نہیں کیا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی بے مثال بشریت اور عبدیت کاملہ کو ہم جیسے عام انسانوں کی سطح کے برابر لانے سے نعت گوئی کا حق تو رہا درکنار، خود ایمان کی سلامتی بھی خطرے میں پڑسکتی ہے''۔ (نعت رنگ شمارہ ۶، ص ۲۷)

جس لفظ کا انتساب ہم خود اپنی ذات کے لیے اور اپنے آباء واجداد کے لیے روا نہیں رکھتے۔ رسول معظم کے لیے اس کا اطلاق کیسے جائز ہوگا۔ ہر صاحب ایمان خود ہی فیصلہ کرسکتا ہے۔

پھر یہ کہ عقائد و ایمانیات کے باب میں نظریۂ جمہوریت بھی کام نہیں آسکتا۔ کسی شاعر نے ایک لاکھ اشعار نعت رسول میں کہے ہوں۔ ان میں سے ننانوے ہزار نوسو ننانوے اشعار بالکل بے غبار ہوں، صرف ایک شعر میں شاعر نے لفظی یا معنوی سطح پر ٹھوکر کھائی ہو تو سب پر پانی پھر جائے گا۔ یہ دلیل کام

* (صدر شعبۂ ڈیپارٹمنٹ آف اردو، بہار یونیورسٹی، مظفر آباد (بہار)

نہیں آ سکتی کہ شاعر نے اس کے علاوہ تمام اشعار نہایت ایمان افروز اور روح پرور کہے ہیں۔ آیت قرآنی ہے:

لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا

(الآیۃ) لاترفعوا صوتکم فوق صوت النبی o

کا یہی اعلان مبارک ہے، حضور پاک ﷺ کے تعلق سے جو لفظ بھی بولا یا لکھا جائے وہ عظمت و تقدیس کا مظہر ہو۔ اس میں شان رسالت سے فروتر ہونے کا امکان بعید بھی نظر نہ آئے ورنہ ایمان کی خیریت نہیں۔

کبھی کبھی شعر فہمی کی غلطی بھی غلط نتائج پر پہنچا دیتی ہے۔ یعنی شعر تو قرآن و احادیث کی روشنی میں بالکل ٹھوکا بجایا ہوتا ہے لیکن قاری یا ناقد کا علم و فہم ناقص و محدود ہوتا ہے۔ اس لیے وہ شعر کی غلط تاویل و تشریح کر کے شاعر کو طنز و طعن کا نشانہ بنا دیتا ہے۔ اس سلسلے میں جناب ظہیر غازی پوری کی یہ رائے ملاحظہ ہو:

''مگر نعتیہ شعر و ادب کا مطالعہ کرتے وقت اکثر جگہوں پر نظر رکتی ہے۔ بعض افکار کو ذہن قبول نہیں کرتا۔ کہیں کہیں اپنی کم علمی یا بے بساطی کا بھی گمان گزرتا ہے''۔

(گلبن کا نعت نمبر، ص ۴۹)

اس اقتباس کا آخری ٹکڑا بڑا اہم اور بڑے دیانتدارانہ احساس پر مبنی ہے۔ واقعہ بعض لوگ اپنے مطالعہ کی محدودیت اور نارسائی کا اعتراف کر لینے کی بجائے جوش انتقاد میں احتیاط کی حدوں سے گزر جاتے ہیں۔ اس مقام پر جناب شمس بریلوی کی یہ دلچسپ تحریر ملاحظہ ہو:

''عوام کے ذہن جب کسی ایسی عالمانہ تلمیح کی تصریح و تشریح سے قاصر رہتے ہیں تو اپنے علمی افلاس کو چھپانے کے لیے کہہ اٹھتے ہیں کہ جناب شعر بے معنیٰ ہے۔ خود میرے ساتھ ایک ایسا ہی معاملہ اس تلمیح کے سلسلے میں گزرا ہے کہ میں نے ایک شعر کہا اور اس میں ایک مذہبی تلمیح کو استعمال کیا۔ شعر یہ تھا۔

اب زمانے میں کریں ہم شمس کس کس پر اعتماد
ایک عصا نے فاش سب راز سلیماں کردیا

اس تلمیح کو جو حضرت سلیمان کے عصا سے تھی، جس پر ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے تھے اور جس روز ہیکل سلیمان جنات نے مکمل کی اس روز یہ عصا جس کو ایک عرصے سے دیمک لگ گئی تھی، ٹوٹ کر گر پڑا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا جسد خاکی زمین پر آ گیا اور اس وقت تمام جنات کو معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام واصل بحق ہو چکے ہیں۔ میرے شعر کو جناب سیماب اکبر آبادی نے مہمل قرار دیا کہ ان کو صرف عصائے موسیٰ علیہ السلام یاد تھا اور عصائے سلیمان علیہ السلام سے وہ ناواقف تھے'' (کلام حضرت رضا کا تحقیقی و ادبی جائزہ، ص ۸۳)

اب آئندہ صفحات میں اسی طرح کی عدم واقفیت کی عبرتناک مثالیں ملاحظہ ہوں:

''اردو کے مشہور و ممتاز نقاد پروفیسر کلیم الدین احمد نے اپنی کتاب ''اقبال ایک مطالعہ'' میں اقبال کی غزلوں کا محاسبہ کرتے ہوئے ان کے اشعار تین حصوں میں نقل کیے ہیں۔ تیسرے حصے میں یہ اشعار رکھے گئے ہیں۔

عجب کیا گر مہ و پرویں مرے نخچیر ہوجائیں
کہ برفتراک صاحب دولتے بستم سرا خودرا

وہ دانائے سبل ختم الرسل، مولائے کل، جس نے
غبار راہ کو بخشا، فروغ وادیِ سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسین وہی طٰہٰ

اب ان کی تنقید ملاحظہ ہو:

''رہا تیسرا حصہ تو وہ Orthodox مسلمانوں کی نظر میں Questionable نہیں، بلکہ کفر ہے۔ وہ نگاہ عشق و مستی میں ہو یا نگاہ باخبر میں پیغمبر اسلام کو وہی اول، وہی آخر، وہی قرآں، وہی فرقاں وہی یٰسین، وہی طٰہٰ کہنا درست نہیں۔ جب کہ ''ھوالاول والاخر والظاھر والباطن'' خدا کے لیے آیا ہے اور ہمیشہ پیغمبر اسلام نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ''انا بشر مثلکم...... الخ (ص ۲۷۹، ۲۸۰)

کلیم صاحب کی قابلیت مسلم، وہ اردو اور انگریز جتنی بھی جانتے

ہوں لیکن قرآن واحادیث کے تعلق سے ان کی معلومات محض سطحی اور سرسری کہی جائے گی۔ اگر انہوں نے قرآن پاک کا مطالعہ جمہور اہل اسلام کی تفسیروں کے حوالے سے کیا ہوتا تو ایسا کمزور اور لچر اعتراض نہیں کرتے۔ اب آپ دیکھیں کہ حضور پاک صاحب لولاک ﷺ کو نگاہ عشق ومستی ہی میں نہیں بلکہ نگاہ باخبر میں کیوں اول وآخر کہا جاتا ہے۔

آیت پاک:

هو الاول هوالآخر هو الظاهر هو الباطن وهو بكل شئى عليم

صفات خداوندی کا بیان تو ہے ہی لیکن ان سارے الفاظ کا انطباق خود ذات رسالت مآب کے لیے بھی جائز ومستحسن ہے اور اس آیت میں حضور پاک ﷺ کی نعت بیان کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل باتیں ملاحظہ ہوں:

(۱) آپ اول مخلوقات ہیں یعنی مخلوقات میں سب سے پہلے آپ کی تخلیق ہوئی۔ حدیث میں ہے:

''اول ماخلق الله نوری''

''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو وجود بخشا''

(۲) آپ کی نبوت سب پر مقدم ہے، حدیث پاک میں ہے:

كنت نبيا وآدم بين الطين والماء

''میں اس وقت نبی تھا جب حضرت آدم آب وگل کی منزلیں طے کررہے تھے''

(۳) روز میثاق ''الست بربکم'' کے جواب میں سب سے پہلے آپ نے ہی ''بلیٰ'' کہا۔

(۴) سب سے پہلے آپ خدا پر ایمان لائے۔ چنانچہ خود آپ کا ارشاد ہے:

واول من اٰمن بالله؟ امرت وانا اول المومنين

(بحوالہ مدراج النبوۃ)

(۵) (اللہ پر جو سب سے پہلے ایمان لایا اور اس کے حکم کی تعمیل کی ان میں سب سے پہلا میں ہوں) روز قیامت جب زمین شق ہوگی اور لوگ اس سے نکلیں گے تو سب سے پہلے آپ جلوہ نما ہوں گے۔

(۶) روز قیامت سب سے پہلے آپ ہی کو سجدہ کرنے کا اجازت ہوگی۔

(۷) باب شفاعت سب سے پہلے آپ ہی کیلئے کھلے گا۔

(۸) سب سے پہلے آپ ہی جنت میں داخل ہوں گے۔

(باقی آئندہ)

قاھرہ میں عرس حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان

مورخہ ۱۹؍جولائی ۲۰۰۴ء بروز پیر، بعد نماز مغرب عالم اسلام کی دینی مرکزی درسگاہ جامعۃ الازھر کے دارالِاقامۃ اسلامک اسٹوڈنٹس سٹی میں نہایت ہی تزک واحتشام کے ساتھ برصغیر کی عبقری شخصیت ابوالفیض حافظ ملت مولانا الشاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی کا عرس مبارک منایا گیا، جس میں ہندو پاک کے طلبہ کے علاوہ بیشتر ممالک کے طلبہ نے شرکت کی۔ جلسہ کا افتتاح قرآن کریم کی تلاوت پاک سے ہوا جس کی صدارت ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، مولانا عاصم القادری اور مولانا جلال رضا نے فرمائی، حمد ونعت کے بعد ان حضرات نے اپنے خطبۂ صدارت میں حافظ ملت علیہ الرحمۃ کی عظیم شخصیت کا تعارف کراتے ہوئے کہا:

''کہ حافظ ملت صرف ایک فرد کا نام نہیں تھا بلکہ ایک مکمل تحریک وانجمن کا نام تھا جن کی خدمات کا اعلیٰ نمونہ ''الجامعۃ الاشرفیہ'' مبارکپور ہے۔ جن کے فضلاء پوری دنیا میں قوم وملت کی رہنمائی اور اسلام کی ترویج واشاعت میں مصروف عمل ہیں''

معارف اسلاف

دوسری قسط

بانیِ منظرِ اسلام اور تحریکِ اصلاحِ ندوہ

از: ڈاکٹر محمد سرتاج حسین رضوی*

قبلہ نوری میاں علیہ الرحمہ نے اس مراسلۂ مقدسہ میں ندوہ کے اجلاس لکھنؤ پر اپنی ناراضگی کا اظہار فرما کر اہل حق کا ساتھ دیا ہے وہ فرماتے ہیں:

''دیکھا کہ اہل حق و باطل سب شریک جلسہ ہیں نہایت ناگوار گزرا۔ مجھے یہ مصلحت ان کی پسند نہ آئی کیونکہ اس میں آئندہ بڑا مفسدہ نظر آیا کہ عوام کو حجت ہو جائے گی کہ سب مذاہب حقہ ہیں جو چاہو سو اختیار کرلو۔ عقلیں سب کی ماری گئی ہیں اور کیا لکھوں،

فقط ابوالحسین

از بڑودہ ۲۴ ؍ذی قعدہ ۱۳۱۲ھ، یوم جمعہ (مکتوبات علماء شمارہ ۱، ص ۳)

(۲) جناب مولانا مولوی سید احمد اشرف میاں صاحب تلمیذ رشید مفتی صاحب صدر ندوہ حیدرآباد اصلاح ندوہ اس طرح فرماتے ہیں:

''جب جلسہ کے تمام ارکان اہلسنّت ہو جائیں گے اور ان کے سوا کوئی نہ ہوگا پھر اختلاف کی ضرورت نہ ہوگی''۔ (شمارہ ۶ ص ۵)

(۳) جناب وکیل اہلسنّت احمد شیر خاں صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

''میں مذہب حنفیہ کو حق سمجھتا ہوں، ندوہ اس کا مخالف ہے''

(۴) جناب مولوی احمد میاں صاحب جانشین مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی امام اہلسنت کی قابلیت کا اظہار فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

''رفیع الارکان حاجی مولوی احمد رضا خاں صاحب زاد اللہ قدرہ

السلام علیکم

آپ کی تحریر دربارہ ندوہ بنام حکیم عظمت حسین صاحب پہنچی حکیم صاحب آپ کی لیاقت و ذہانت کے قائل ہوئے اور آپ کی مدح کی۔ عجب نہیں کہ حکیم صاحب خود بھی کوئی خط آپ کی خدمت میں لکھیں۔ آپ کی قابلیت تو مجھے پہلے سے معلوم ہے حکیم صاحب کو اب معلوم ہوئی اور آپ کی ارسال تحریر سے بہت محظوظ ہوئے والسلام

راقم احمد میاں

۱۲ ؍شوال از مراد آباد'' (ایضاً شمارہ ۹ ؍ص ۶)

(۵) جناب مولوی محمد اسحاق صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ جلسہ ندوۃ العلماء میرٹھ میں شریک ہوئے تھے آپ نے وہاں کے معاملات خلاف اہلسنّت پائے اس کو اس طرح بیان فرماتے ہیں:

''ماحیِ سنت قامعِ بدعت مولانا مولوی حسن رضا خاں صاحب زید فضلکم''

بعد عرضِ سلامِ ہدیۂ سلام معروض آنکہ امسال جلسۂ ندوۃ العلماء میرٹھ میں قرار پایا ہے اس کی تحریص و ترغیب میں چندروز سے مولوی شاہ سلیمان صاحب پھلواروی وعظ کررہے ہیں اس کی روئداد سالانہ دیکھنے سے اس کی کاروائیاں خلاف شانِ علماء کے دیکھی گئیں۔

۹ ؍رمضان المبارک ۱۳۱۴ھ'' (ایضاً شمارہ ۱۴، ص ۷)

(۶) جناب مولوی سید امیر علی صاحب مشہدی قادری رکن ندوہ کے اس مراسلے میں ''سرگزشت و ماجرائے ندوہ'' کو سراہا گیا ہے اور مولوی لطف اللہ صاحب علی گڑھی، مولوی محمد علی صاحب مونگیری اور مولوی عبدالحق صاحب کو گمراہیان کا ساتھ چھوڑنے کا نیک مشورہ دیا گیا ہے۔ (ایضاً شمارہ ۲۴ ؍ص ۱۴)

(۷) جناب منشی محمد ثناء اللہ صاحب ڈپٹی کلکٹر

اس تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ بریلی میں ندوہ اجلاس کے موقع پر غیر مقلدوں، نیچریوں نے فساد کرانے کیلئے بنگال، مدراس، بمبئی و حیدرآباد سے لوگوں کو بلایا تھا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی حکمت عملی اور سرگرمی کے باعث وہ اس میں ناکامیاب ہوئے۔

---

*(ایڈوکیٹ، ہائی کورٹ و سپریم کورٹ بریلی شریف)

(بشکریہ: ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف، شمارہ جون ۲۰۰۴ء)

تحریر ملاحظہ فرمائیے:

''میں حلف سے شاہد کہ ماہ اپریل میں غیر مقلدوں نے بلوہ کرانے کے لئے بنگالہ، مدراس، بمبئی وحیدرآباد تک کے مولوی نیچری وغیر مقلد بریلی میں بلائے اور دو دو روپے کے ٹکٹ پر جلسہ کی وقعت بڑھانے کی غرض سے مولوی صاحب بنا کر تخت پر بٹھایا گیا۔ تین حضرات نے بریلی میں بلوہ نہ ہونے دیا۔ اول مولوی جناب احمد رضا خاں صاحب نے نہایت سرگرمی اور دلی ہوش کے ساتھ اپنی علمی لیاقت سے اس حملے کو پسپا کیا اور اپنے وعظ و نصائح سے مذہب اہلسنّت و جماعت قائم رکھا اور جو مولوی دھوکے سے شریک ندوہ ہو گئے تھے مولوی صاحب کے اعتراضات حقہ کو سن کر علیحدہ ہو گئے اور بلوہ نہ ہونے دیا۔ ہم سب لوگ جناب مولوی صاحب موصوف کے تہہ دل سے ممنون ہیں۔ معتقدان ندوہ شربت کے سے گھونٹ پیکر منتشر ہو گئے اور بریلی میں امن و امان رہا۔

بندہ خاکسار

ثناءاللہ ڈپٹی کلکٹر، بریلی

(۸) مولوی حکیم محمد خلیل اللہ خاں صاحب، از رامپور:

''کل یہاں عرشی آئے تھے ندوہ کا ذکر آیا۔ حکیم صاحب نے فرمایا ندوہ بے ایمان ہے اور سرسید احمد خاں جیسا ہے تیرہ سو برسوں سے بدمذہبوں کا رد واجب اور ضروری لکھتے چلے آئے ہیں اب اس کی ممانعت کی جاتی ہے''۔

(ایضاً، شمارہ ۳۴، ص ۱۹)

(۹) جناب سید سرفراز علی صاحب مرحوم فرزند نواب سید دلیر الملک مرحوم:

''آپ حضرات نے مذہب کا ساتھ دیا۔ خدائے تعالیٰ آپ کا ساتھ دے گا۔ مجلس علماء اہلسنّت کی تائید کو میں مذہبی تائید یقین کرتا ہوں۔

دس روپے ماہانہ اور پچاس روپیہ یکمشت امداد نذر ہے''۔

(ایضاً، شمارہ ۴۰، ص ۲۱)

(۱۰) نواب سید سرور علی صاحب بہادر ابن نواب سید سردار دلیر الملک بہادر مرحوم

''میں اپنی اس دلی خوشی کا اظہار نہیں کر سکتا جو دستور العمل مجلس اہلسنّت کے مشاہدے سے مجھ کو حاصل ہوئی۔ اس وقت میں آپ حضرات کی توجہ کا اس طرف مبذول ہونا ضرور غیبی تحریک ہے۔ سنی بھائیوں پر آپ حضرات کا یہ ایسا احسان نہیں جس کو وہ کسی وقت فراموش کر سکیں۔ میں متبرک مجلس کی خدمت کو اپنا فخر سمجھتا ہوں اور نہایت خوشی کے ساتھ ۱۰؍ روپیہ (دس روپیہ) ماہوار اور پچاس روپے یکمشت مجلس مبارک کی خدمت کو حاضر ہوں''۔ (ایضاً، شمارہ ۳۹، ص ۲۱)

(۱۱) جناب سید شمس الدین علی خاں بہادر حسنی حسینی قادری، ڈپٹی کمشنر صوبہ برار

''ناصر سنت قامع بدعت حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب دامت برکاتہم

پس از سلام مسنون واضح رائے سامی ہو۔ یوں تو ہندوستان میں کچھ دنوں سے متعدد انجمنیں مختلف بلاد و امصار میں قائم ہیں اور اسلامی ہمدردی قومی ترقی کا سب کو بہت کچھ دعویٰ ہے لیکن صرف ندوۃ العلماء کے دم سے یہ امید پیدا ہوئی تھی کہ یہ مجلس ضرور اسلام اور اہل اسلام کے حق میں مفید ثابت ہوگی اور اس کے اراکین جو کچھ کہتے ہیں کر کے دکھائیں گے افسوس افسوس کہ حریفوں کا اس پر وار چل گیا اور اغیار کی شرکت نے اس کو کایا پلٹ کر دیا اگر اس کے بڑھتے ہوئے اثر کو جلد نہ روکا جاتا تو میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ ہندوستان کا بڑا حصہ نیچری ہونے سے محفوظ نہ رہ سکتا ایسے پرخطر وقت میں ایسے سخت ہنگامی حالات میں آپ حضرات کا مذہبی حمایت پر نہایت مستعدی کے ساتھ کھڑا ہو جانا ضرور ایک قابل یادگار ہے۔ پانچ روپے ماہوار یکمشت ۶۰؍ روپے مجلس اہلسنّت کو نذر ہے''۔ (ایضاً، شمارہ ۴۸، ص ۲۴)

(۱۲) جناب مولوی سید ظہور اللہ صاحب از ٹونک:

میں حضور کا نہایت درجہ شکر گزار ہوں کہ آپ نے اپنے رسالے ''سوالات حقائق نما برؤسِ ندوۃ العلماء'' خوب ہی ارقام فرمایا۔

اس کا جواب دینا محال ہے۔ جملہ سوالات حق ہیں ندوہ کے سوائے تسلیم کے کوئی چارہ نہ ہوگا۔ اگر وہ تسلیم نہ کرے گا تو سوا رسوائی کے اس کو چارہ نہ ہوگا''۔ (ایضاً شمارہ ۵۶، ص ۲۶)

(۱۳) جناب محمد عبدالحئی صاحب، از کانپور

''بعد عرض تسلیم بصد تعظیم عرض ہے کہ ندوہ سے جو طوفان بے تمیزی اٹھا تھا اور جس نے مولوی شبلی اور تحریک سرسید احمد خاں تمام مسلمانوں کو اپنے عقائد اور یقینِ حقانیتِ مذہبِ اہلسنّت و جماعت میں سست کرنے کا عزم کر لیا تھا الحمدللہ! حضرتِ والا کی سعی سے وہ طوفان فرو ہوتا معلوم ہوتا ہے''۔

(ایضاً شمارہ ۶۱، ص ۲۸)

(۱۴) جناب ممتاز الفصحاء قاضی محمد ممتاز حسین ممتاز پیلی بھیتی:
(ماموں ومرشد مولوی خلیل الدین حسن پیلی بھیتی)

دونسخہ مرسلہ جناب میرے پاس پہنچے عزیزی خلیل الدین کے پاس آئے دونوں نسخے لا جواب ہیں۔ جملہ مخالفین اگر متفق ہوکر جواب لکھیں تب بھی غالباً مغلوب نہ ہوں گے، ۲۰ رمارچ ۱۸۹۶ء'' (ایضاً شمارہ ۱۷، ص ۹۸)

(۱۵) جناب مولانا سید نذیر الحسن صاحب ایرانی شاگرد جناب شمس العلماء مولانا مولوی سید ابوسعید صاحب خلیفہ مولانا گنج مراد آبادی وشاگرد مفتی محمد لطف اللہ صاحب صدر ندوہ:

''الحمدللہ! کہ علماء اہلسنّت نے فتح پائی بے شک سچ ہمیشہ غالب رہتا ہے مجلس علمائے اہلسنّت ونیز مجمع اہلسنّت قائم ہونے سے نہایت مسرت ہوئی خدا کرے روز بروز ترقی نظر آوے، انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا'' (ایضاً شمارہ ۱۸۳، ص ۱۰۳)

(۱۶) جناب مولوی ولایت علی صاحب از دربھنگہ:

رسائل پہنچے ندوہ کی دوورقی کو آپ نے فی الواقع پارہ پارہ کردیا۔
(ایضاً شمارہ ۲۰۰، ص ۱۱۱)

فہرست رسائل بسلسلہ اصلاح ندوہ

منجانب اہلسنّت وجماعت

(۱) اشتہارات خمیسہ (۱۳۰۸ھ+۵-۱۳۱۳ھ)
(۲) تقریرات ثلثہ (۱۳۱۱ھ+۳+۱۳۱۴ھ)
(۳) سوالات حقائق نما بروٴس ندوۃ العلماء (۱۳۱۳ھ)
(۴) سرگزشت وماجرائے ندوہ (۱۳۱۳ھ)
(۵) حادثہ جانکاہ مفتی لطف اللہ (۱۳۱۳ھ)
(۶) نذیر الندوہ لجانب اہل الحفوہ (۱۳۱۳ھ)
(۷) فتاوئ القدوہ لکشف دفین الندوہ (۱۳۱۳ھ)
(۸) السواد الفضلا (ارشاد الکملا (ندوہ) کا جواب)
(۹) مکتوبات علماء وکلام اہل صفا (۱۳۱۴ھ)
(۱۰) اظہار مکائد اہل الندوہ (۱۳۱۴ھ) (رد رسالہ شرح مقاصد ندوہ)
(۱۱) رغم الہازل (۱۳۱۴ھ) (ندوہ کے ہزل باطل، قول الفاضل کا جواب)
(۱۲) فتاوئ السنہ لالجام الفتنہ (۱۳۱۴ھ)
(۱۳) سوالات علماء وجوابات ندوۃ العلماء
(۱۴) رفاہ الکونین ماتباع اہالی الحرمین (۱۳۱۵ھ)
(۱۵) مراسلات سنت وندوہ (۱۳۱۳ھ)

(۱۶) صحیفہ؛ حضرت مولانا تاج الفحول محب الرسول مولوی حافظ حاجی محمد عبدالقادر صاحب بدایونی، مخدومی ومعظمی ومکرمی مولانا محمد عادل صاحب کانپوری زادت برکاتہم:

''مجلس ندوۃ العلماء جس نام سے تجویز ہوئی نہایت محبوب ہے اور شرکت علماء اہلسنّت ہزار ایمان برکت مگر روئداد مطبوعہ میں جو سال گزشتہ مشتہر ہوئیں انہیں بعض مقاصد جو ابہام کے ساتھ بیان کیئے گئے کہ جس سے انحصار حقیقت ونجات کا مدار مذہب اہلسنّت پر نہیں رکھا ہے۔

اس میں روافض وغیر مقلدین کی بڑی تائید ہے اس لئے مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے ناظم صاحب سے بکمال عاجزی کے شان دینداری سے واسطے اصلاح بیان مقاصد مذکورہ کے اور تبدیل صورت روئداد آئندہ کے بار بار گزارش کیا لیکن ناظم صاحب نے اپنے خیالات کے مطابق ان کی عرض کو قبول نہ فرمایا۔ جب مجھ سے نوبت استفتا حال کی آئی تھی میں نے بھی موافق اپنی فہم کے حضرات اہل ندوہ بریلی کی خدمت میں تحریراً وتقریراً عرض حال کردیا یہ تو ظاہر ہے جناب ناظم صاحب سنی حنفی مشہور ہیں پر کس طرح دل سے نجات وحقیقت کو مذہب اہلسنّت میں منحصر نہ جانتے ہوں گے اور روافض ونیچریہ کو کافر فی بعض المسائل ومبتدع گمراہ فی بعض المسائل نہ جانتے ہوں گے ہاں کسی مصلحت سے اگر احقاق حق پر عمل نہ فرماتے ہوں تو دوسری بات ہے''۔
(ایضاً شمارہ ۶، ۷، ۶۲)

(۱۸) دیگر---''بخدمت مولانا الانجل الاجل الاکرم مولانا احمد رضا خاں صاحب زاد مجورہم

میں نے عرض کردیا ہے کہ ناظم صاحب بھی ان جوابات کی تصدیق بتصریح فرمائیں گے اور اپنی ندوہ کی کاروائی بھی پابندی مذہب اہلسنّت کے فرمائیں گے تو سب حسن ظن مفید ہے ورنہ ہرگز مفید نہیں''۔
(ایضاً شمارہ ۷۷، ص ۶۳)

(جاری ہے)

☆☆☆

معارف اسلاف
سلسلہ وار

ابراھیم دھان مکی کا خاندان اور فاضل بریلوی

محمد بہاء الدین شاہ*

(۱۲)...... مدرس حرمین شریفین و مدرسہ علوم شرعیہ مدینہ منورہ صاحب تصانیف قاضی شیخ محمد علی ترکی نجدی۔(۱۰۷)

(۱۳)...... امام مسجد حرام رکن مجلس شوریٰ ناظم مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ قاری شیخ عبداللہ حمدوہ قرشی عمری سناری سوڈانی مکی مالکی۔(۱۰۸)

(۱۴)...... مدرس مسجد حرام و مدرسہ فلاح صاحب تصانیف مؤرخ ماہر انساب شیخ محمد عربی تبانی الجزائری مکی مالکی۔(۱۰۹)

(۱۵)...... مدرس مدرسہ صولتیہ و دارالعلوم دینیہ شیخ صالح بن محمد کلنتنی مکی شافعی (۱۱۰)

(۱۶)...... مدرس مدرسہ فلاح صاحب تصانیف قاضی شیخ محمد یحییٰ امام کتبی حنفی (۱۱۱)

(۱۷)...... علامہ فقیہ محدث شیخ عبداللہ ازہری قلمبانی مکی انڈونیشی۔(۱۱۲)

(۱۸)...... علامہ مدرس ادیب صاحب تصانیف شیخ محمد علی بن عبدالحمید قدس شافعی (۱۱۳)

حوالہ جات وحواشی

(۱۰۷) شیخ محمد بن علی ترکی حنبلی (م-۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء) علاقہ نجد کے شہر عنیزہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم وطن میں پائی پھر ۱۳۳۵ھ میں مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ میں داخلہ لیا نیز مسجد حرام میں قائم حلقات دروس میں حاضر ہوئے۔ شیخ عبدالرحمٰن دھان سے علم حدیث پڑھا، ۱۳۳۷ھ میں شیخ ترکی ہندوستان آئے جہاں دہلی بمبئی حیدرآباد کلکتہ میں علم حدیث اخذ کیا۔ ۱۳۴۰ھ میں مصر فلسطین اور شام کا سفر کیا، ۱۳۴۵ھ میں قاضی مدینہ منورہ بنائے گئے، ۱۳۵۷ھ میں ریاض اور خلیج کے دیگر علاقوں کا دورہ کیا پھر حرمین شریفین میں مدرس مقرر ہوئے۔ ان ایام میں شیخ سید عبدالقادر اسکندرانی گیلانی رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۳۶۲ھ) نام کے ایک اہم عالمِ اہلسنّت تھے جنہوں نے دمشق سے ماہنامہ حقائق (سنِ اجراء ۱۳۲۸ھ) جاری کیا تھا جس میں عقائد اہلسنّت کی تشریح وتوضیح نیز وہابیہ و دیوبندیہ کی تردید میں مقالات شائع کیئے جاتے تھے نیز علامہ اسکندرانی نے خود ردِ وہابیت پر دو کتب ''النفحة الزکیّة فی الرد علی شبه الفرقة الوهابية'' اور ''الحجة المرضية فی اثبات الواسطة التی نفتها الوهابية'' تصنیف کر کے شائع کیں جس پر شیخ محمد ترکی نے قیام دمشق کے دوران علامہ اسکندرانی کے خلاف ایک کتاب ''النفحة علی النفحة والمنحة'' تصنیف کی جو ناصر الدین حجازی کے فرضی نام سے دمشق سے شائع کی گئی۔ شیخ ترکی مدینہ منورہ میں مولوی حسین احمد فیض آبادی دیوبندی (م-۱۳۷۷ھ) کے بڑے بھائی مولوی احمد فیض آبادی (م-۱۳۵۸ھ) کے قائم کردہ مدرسہ علوم شرعیہ (سن تاسیس ۱۳۴۰ھ) میں مدرس رہے۔ ہاشمی عہد میں اہل مدینہ منورہ نے حکومت سے یہ شکایت کی کہ مذکورہ مدرسہ وہابیت پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ ان دنوں عالم جلیل شیخ عبدالقادر شلبی طرابلسی مدنی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۳۶۹ھ) محکمہ تعلیم مدینہ منورہ کے ناظم تھے۔ آپ نے تحقیق کے بعد اس مدرسہ کو مقفل کرنے کے احکامات جاری کیئے چنانچہ حجاز مقدس پر آل سعود کی حکمرانی قائم ہونے کے بعد اس کے دروازے دوبارہ کھل پائے۔ (اعلام من ارض النبوۃ ج ۲، ص ۳۵-۴۴، نیز ص ۱۷۹-۱۸۵، تاریخ علماء دمشق، ج ۲، ص ۵۷۳-۵۷۴، نثر الدرر، ص ۶۴)

(۱۰۸) شیخ عبداللہ حمدوہ حسینی (م-۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء) سوڈان میں پیدا ہوئے، قرآن مجید حفظ کیا اور قرأت سیکھی پھر ہجرت کر کے مکہ مکرمہ پہنچے جہاں مزید تعلیم حاصل کی اور مدینہ منورہ حاضر ہو کر وہاں تعلیم قرآن کریم کا مدرسہ بنا کر ایک برس مقیم رہے پھر واپس مکہ مکرمہ آئے اور مدرسہ قائم کر کے اس میں قرآن مجید و تجوید کی تعلیم دینے لگے ۱۳۳۰ھ میں مکہ مکرمہ میں مدرسہ فلاح قائم ہوا تو آپ اس سے وابستہ ہو گئے ۱۳۳۶ھ میں اس کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے اور وفات تک یہ ذمہ داری نبھائی۔ آپ ہاشمی عہد میں مجلس شوریٰ کے رکن اور سعودی عہد کے ابتدائی ایام میں مسجد حرام کے امام تعینات رہے۔ آپ کی تصنیفات میں ''مفتاح التجوید'' وغیرہ کتب ہیں۔ (بلوغ الامانی، ص ۳۳، الدلیل

*(ناظم: بہاء الدین ذکریا لائبریری، چکوال)

المشیر ،ص ۱۹۳-۱۹۶، نثر الدرر، ص ۴۱، ۴۲)

(۱۰۹) شیخ محمد عربی بن تبانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء) الجزائر میں پیدا ہوئے، قرآن مجید حفظ کرنے اور ابتدائی تعلیم کے بعد تیونس جا کر زیتونہ یونیورسٹی کے علماء سے استفادہ کیا۔ دوسری جنگ عظیم سے پہلے مدینہ منورہ پہنچے وہاں کے بعض علماء سے اخذ کیا ۱۳۳۶ھ میں مکہ مکرمہ حاضر ہوئے اور شیخ عبدالرحمٰن دھان سے مختلف علوم کی متعدد کتب پڑھیں ۱۳۳۸ھ میں مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ میں مدرس مقرر ہوئے نیز مسجد حرام میں حلقہ درس قائم کیا جہاں خلق کثیر آپ سے فیض یاب ہوئی۔ آپ کی متعدد تصنیفات میں سے چند کے نام یہ ہیں، **اتحاف ذوی النجابة بما فی القرآن و السنة من فضائل الصحابة، اعتقاد اهل الایمان بنزول المسیح ابن مریم علیه وعلی نبینا السلام آخر الزمان، اسعاف المسلمین و المسلمات بجواز القراۃ و وصول ثوابها الی الاموات، براءۃ الاشعریین، ادراک الغایة من تعقب ابن کثیر فی البدایة،** نیز علامہ ابن قیم کی تصنیف **زاد المعاد** میں درج بعض مسائل کے رد میں ایک کتاب لکھی۔ آپ کی وفات مکہ مکرمہ میں اور تدفین جنت المعلیٰ قبرستان میں ہوئی اور متعدد بار ایسا ہوا کہ آپ کی قبر کھل گئی تو آپ کا جسم جوں کا توں پایا گیا جس سے خوشبوئیں اٹھ رہی تھیں۔ (امداد الفتاح ص ۳۷۷-۳۷۹، تشنیف الاسماع ص ۳۷۱-۳۷۵، نثر الدرر، ص ۷۱-۷۳)

(۱۱۰) شیخ صالح بن محمد بن عبداللہ بن ادریس کلنتنی مکی شافعی (م-۱۳۷۹ھ/ ۱۹۶۰ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور اپنے دادا وغیرہ علماء سے تعلیم پانے کے بعد ۱۳۳۶ھ میں شیخ محمد بن یوسف خیاط رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ مدرسہ خیریہ (سن تاسیس ۱۳۲۶ھ) میں اور ۱۳۳۸ھ کو مدرسہ صولتیہ میں داخلہ لیا نیز مسجد حرام میں اکابر علماء سے تعلیم مکمل کی۔

۱۳۳۸ھ پھر ۱۳۴۴ھ میں اپنے آبائی وطن انڈونیشیا گئے اور وہاں تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۳۵۰ھ میں مدرسہ صولتیہ اور ۱۳۵۶ھ کو دارالعلوم دینیہ مکہ مکرمہ میں مدرس تعینات ہوئے اس دوران حرم مکی وارد ہونے والے عالم اسلام کے متعدد اکابر علماء کرام سے استفادہ کیا۔ منطق و نحو کے علوم پر آپ کی تصنیفات مقبول عام ہوئیں۔ آپ نے مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور قبرستان جنت المعلیٰ میں اپنے استاد جلیل شیخ عبدالرحمٰن دھان رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے مخصوص احاطہ میں آپ کی قبر بنی۔ (تشنیف الاسماع ص ۲۴۷-۲۴۹)

(۱۱۱) شیخ محمد یحییٰ امان کتبی مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۷ء) نے مدرسہ صولتیہ و مسجد حرام میں تعلیم پائی اور ۱۳۳۳ھ میں آپ نے امتحان پاس کیا جس کی بنیاد پر آپ کو مسجد حرام میں تدریس کی اجازت دے دی گئی ۱۳۳۶ھ سے ۱۳۶۴ھ تک آپ مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ میں استاد رہے پھر اسی برس مکہ مکرمہ کی عدالت کے رکن قاضی اور ۱۳۷۰ھ میں طائف کے قاضی بنائے گئے۔ مدرسہ فلاح سے طویل وابستگی کے دوران آپ نے روضہ حبیب اعظم ﷺ کی زیارت کیلئے لاتعداد سفر اختیار کیئے۔ آپ کی تصنیفات یہ ہیں، **مختصر الهدایة، التیسیر شرح منظومة التفسیر، تهذیب الترغیب و الترهیب، نزهة المشتاق** اور **فتح العلیم الشافی۔** (الدلیل المشیر ،ص ۳۹۸-۴۰۱، نثر الدرر، ص ۷۷-۷۸)

(۱۱۲) شیخ عبداللہ بن محمد ازھری فلمبانی جاوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے آپ کے دیگر اساتذہ میں علامہ سید ابوبکر شطا شافعی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سید سلطان داغستانی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محمد بن یوسف خیاط مکی رحمۃ اللہ علیہ اہم نام ہیں۔ شیخ عبداللہ فلمبانی عالم جلیل، ادیب و شاعر تھے آپ مکہ مکرمہ سے اپنے آبائی وطن انڈونیشیا چلے گئے (بلوغ الامانی، ص ۱۶۳-۱۶۴، مختصر نشر النور ص ۲۸۶، نظم الدرر ص ۱۹۰)

(۱۱۳) شیخ محمد علی بن شیخ عبدالحمید قدس شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۴ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور اپنے جلیل القدر والد نیز ان کے متعدد اساتذہ سے تعلیم پائی اور شیخ محمد محفوظ ترمسی (م-۱۳۳۸ھ) سے اخذ کیا پھر قاہرہ مصر جا کر جامعہ الازھر کے علماء سے استفادہ اٹھایا، واپس آ کر اپنے والد کی طرح تدریس اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کیا اور رد شیعت پر ایک کتاب ''**السادۃ و مطالب الاسلام فی حب الصحابة الکرام**'' نیز متعدد مقالات قلمبند کیئے۔ ۱۳۴۳ھ میں مکہ مکرمہ پر آل سعود خاندان نے شورش کی تو بہت سے اہل حجاز کی طرح آپ نے بھی اہل وعیال سمیت ہجرت میں ہی عافیت سمجھی اور اپنے آبائی وطن انڈونیشیا کی راہ لی جہاں مشرقی جاوہ میں مدرسہ محمدیہ قائم کر کے اس کے ساتھ مسجد تعمیر کرائی نیز ایک رسالہ بنام ''**المرأۃ المحمدیة**'' جاری کیا پھر عمر بھر انڈونیشیاء کے مختلف علاقوں میں اشاعت علم میں مگن رہے وہیں پر وفات پائی۔ (تشنیف الاسماع ص ۴۰۳، کنز النجاح والسرور تقدیم ،ص ھ-و) (باقی آئندہ)

فروغِ رضویات کا سفر

اپنے دیس.......... بنگلہ دیس میں

(دسویں قسط)

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

بعد فراغتِ نماز جمعہ صلوٰۃ والسلام ہوا، دعا کے بعد درگاہ کمیٹی کے دفتر آئے۔ درگاہ کمیٹی نے درگاہ شریف کے دفتر میں فقیر کے اعزاز میں ایک عصرانہ دیا، حضرت مفتی صاحب نے فقیر کا مختصراً تعارف کرایا، پھر تمام عہدیداروں سے فرداً فرداً ملاقات کروائی۔ عصرانے کے بعد چلّہ گاہ شریف پر حاضر ہوکر فاتحہ اور صلوٰۃ وسلام پڑھا گیا، جمعہ کے بعد ایک جمِ غفیر یہاں حاضری دیتا ہے، بعض زائرین سمجھتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کا یہاں پر مزار ہے لیکن یہ بات غلط ہے اور تاریخی شواہد کے خلاف ہے۔ چلہ گاہ ایک اونچے ٹیلے پر ہے سیڑھیوں سے چڑھ کر جانا ہوتا ہے۔ اس کے اوپر گھنے جنگلات ہیں، کچھ پھلوں کے درخت بھی نظر آئے، نیچے جامع مسجد کے سامنے ایک بہت بڑا تالاب ہے اس میں بہت سے کچھوے ہیں، لوگ سیڑھیوں سے اتر کر پانی کے قریب جاتے ہیں اور اپنے ہاتھوں سے کچھوے کو کیلا وغیرہ کھانے کو دیتے ہیں، کئی کئی کچھوے کھانے کیلئے لپکتے ہیں، کھلانے والوں میں بوڑھے، جوان بچے، مرد، عورت ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں لیکن آج تک ان کچھوؤں نے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ حضرت قبلہ مفتی صاحب نے راقم کو بتایا کہ جب حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ اپنے مریدین کے ہمراہ چلّہ کیلئے اس پہاڑی پر تشریف فرما ہوئے تو یہاں بہت بڑا جنگل تھا اس جنگل کے درمیان یہ ایک تالاب تھا۔ یہ جنگل جنات کا بسیرا تھا، انہوں نے حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ سے کہا کہ آپ یہاں سے چلے جائیں یہاں کوئی انسان نہیں رہ سکتا یہ ہمارا علاقہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں یہاں اس خالق و مالک اللہ رب ذوالجلال کی عبادت کیلئے آیا ہوں جس نے ہمیں اور تمہیں پیدا کیا ہے اور ہم عبادت کے بعد یہاں سے چلے جائیں گے، تمہارے علاقہ پر قبضہ کرنے نہیں آئے ہیں، تو اس پر وہ مزید غصہ ہوئے کہ آپ چلے جائیں، آپ کے حق میں زیادہ بہتر ہے، آپ نے انہیں پھر سمجھایا اور کہا کہ اچھا ہم یہاں ایک چراغ جلاتے ہیں، جتنی دور اس کی روشنی جائے اتنی دور تک کا علاقہ ہمیں دیدو، انہوں نے یہ تسلیم کرلیا کہ چراغ کی روشنی ۱۰/۲۰ گز تک سے زیادہ اس گھنے جنگل میں کیا جائے گی۔ لیکن جب آپ نے مغرب کے وقت چراغ جلایا تو میلوں میل تک آس پاس کا تمام جنگل روشن ہوگیا۔ جنات سخت ناراض ہوئے، آپ نے کچھ پڑھ کر حصار فرمایا اور چہار طرف ایک لکیر کھینچ دی پھر کہا جو اس روشنی کے حصار میں آئے گا وہ قید کرلیا جائے گا۔ چنانچہ جتنے جنات آپ سے جنگ کیلئے حصار کے اندر آئے آپ نے سب کو قید کرکے کچھوا بنادیا اور اس تالاب میں چھوڑ دیا۔ مفتی صاحب نے یہ بھی انکشاف فرمایا کہ چند سال قبل بین الاقوامی محققین کی ایک ٹیم کچھوؤں اور ان کی نسل پر تحقیق کیلئے چٹا گانگ آئی۔ انہوں نے ان کچھوؤں کا بایولوجیکل تجزیہ کرکے بتایا کہ اس نسل کے کچھوے سوائے چٹا گانگ بلکہ سوائے چٹا گانگ کے اس تالاب کے دنیا میں کہیں نہیں پائے جاتے، گویا دوسرے الفاظ میں یہ کچھوے اپنا جواب آپ ہیں، دنیا میں کچھوؤں کی جتنی نسلیں پائی جاتی ہیں انمیں سے کسی بھی نسل سے نہ ان کا کوئی تعلق ہے نہ مماثلت۔

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

واپسی پر بارش کا تسلسل باقی تھا، کبھی کبھار کچھ دیر کے لئے رک جاتی مگر پھر دوبارہ تیز بارش شروع ہوجاتی۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد کچھ دیر آرام کیا، شام کو چائے اور پھلوں کی ضیافت تھی، پھلوں میں خاص طور پر آم، کٹھل، اناس کی بہتات تھی۔ آم کی قسمیں بنگلہ دیش کی نسبت پاکستان میں بہت زیادہ ہیں، لیکن کٹھل اور اناس یہاں کثرت سے ہوتا ہے جبکہ پاکستان میں یہ ناپید ہیں۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے ہم سے (راقم اور علامہ ڈاکٹر ارشاد احمد بخاری صاحب سے) فرمایا کہ ''رات چٹا گانگ کے مضافات، ساحلِ سمندر سے نزدیک بھٹیاری کے قریب میر جامع مسجد میں گیارھویں شریف کی محفل ہے۔ نعت خوانی کا بھی پروگرام ہے، ہم سب کو وہاں چلنا ہے اور پھر میرے ایک مرید محمد جعفر صاحب کے گھر (جو ''شپ بریکنگ'' یعنی توڑے گئے پانی کے جہازوں

کی اشیاء کی تجارت کرتے ہیں) رات کھانے کی دعوت ہے''۔

مفتی صاحب کی قیام گاہ پر واپسی تاخیر سے ہوئی، درود رضویہ کا وظیفہ ختم کیا ہی تھا کہ کھانے کیلئے بلاوا آ گیا، اس کے بعد تھوڑی دیر فقیر نے اپنے کمرے میں آرام کیا، بادل گھن گھرج دکھا رہے تھے اور زوردار بارش کا سلسلہ جاری تھا، نمازِ عصر باجماعت کیلئے مولانا مفتی شاھد الرحمٰن صاحب، مولانا انیس الزمان صاحب، مولانا حافظ خالد الرحمٰن صاحب، مولانا علامہ ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری صاحب وغیرھم فقیر کے کمرے میں آ گئے، فقیر کے بار بار انکار کے باوجود ان لوگوں نے نماز عصر (قصر) کی امامت کیلئے احقر کو مصلّے پر کھڑا کر دیا بعد فراغت نماز چائے ناشتہ اور پھلوں کا دور چلا اس دوران بارش کے باوجود راقم سے ملاقات کے لئے احباب آتے رہے۔ مولانا الحاج بدیع العالم رضوی صاحب پرنسپل جامعہ طیبیہ اسلامیہ سنیہ فاضلیہ وصدر اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن چٹا گانگ، مولانا عبدالمنان صاحب (مترجم بنگالی، کنزالایمان) تشریف لائے، مولانا بدیع العالم صاحب رضوی کراچی میں فقیر کے غریب خانے پر ۳ سال قبل تشریف لائے تھے اور ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے مرکزی دفتر کا بھی دورہ فرمایا تھا، بڑے فاضل، مستعد اور ہمہ وقت دین ومسلک کی خدمت اور مشنِ اعلیٰ حضرت کے فروغ اور اس کی نشر واشاعت میں جذبۂ جہاد کے ساتھ منہمک ہیں۔ آپ ایک اچھے استاذ اور منتظم بھی ہیں۔ یادش بخیر کئی سال قبل ان سے فقیر کی پہلی ملاقات غالباً مکہ شریف میں حضرت علامہ ڈاکٹر محمد علوی مالکی مدظلہ العالی وحفظہ الباری کے دولتکدے پر بھی ہوئی تھی، لیکن زیادہ تعارف نہیں ہو سکا تھا۔ نماز مغرب کے بعد تک ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ بعد فراغتِ بارش کی شدت میں کمی کا انتظار کر کے ہم سب، احقر، عزیزی علامہ ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری، علامہ مفتی امین الاسلام ہاشمی مولانا شاہد الرحمٰن ہاشمی، مولانا حافظ خالد الرحمٰن ہاشمی، حضرت قبلہ مفتی صاحب کی وین میں سوار ہو کر بھٹیاری جامع مسجد کے لئے روانہ ہوئے جہاں محفل گیارہویں شریف منعقد ہو رہی تھی، حضرت قاضی امین الاسلام ہاشمی صاحب کے دولتکدے سے یہ جگہ خاصی دور ہے اندازاً ۲۰ ر کیلومیٹر، ہم جب مسجد پہنچے تو نعتیں پڑھی جا رہی تھیں، ہماری آمد کی اطلاع پاتے ہی کارکنانِ جلسہ استقبال کے لئے مسجد سے نکل آئے اور بارش کے باوجود شاہراہ پر آ کر ہمارا استقبال کیا اور نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت کے پرجوش نعروں کی گونج میں ہمیں مسجد کے اندر لے گئے اور منبر کے قریب مسند پر بٹھایا، برادر معظم ومکرم علامہ مفتی قاضی نور الاسلام ہاشمی صاحب نے نہایت شاندار الفاظ میں اس ہیچمداں کا تعارف حاضرین محترم سے کرایا۔ مسجد کھچا کھچ اہلِ ذوق اور عشاقانِ نعتِ رسول مقبول ﷺ سے بھری ہوئی تھی، تل رکھنے کی جگہ نہیں تھی، بعض حضرات، مسجد سے متصل مزار حضرت مولانا روح الامین شاہ علیہ الرحمہ میں بھی تشریف فرما تھے۔ اگر بارش رکی ہوتی یا زیادہ تیز نہ ہوتی تو مسجد کا صحن بھی یقیناً بھر گیا ہوتا۔ ہمیں بتایا گیا کہ بہت سے حضرات مسجد سے متصل بازار میں دوکانوں میں بھی تشریف فرما تھے اور لاؤڈ اسپیکر پر نعتیہ پروگرام سماعت فرما رہے تھے۔ نمازِ عشاء کے بعد گیارھویں شریف پروگرام شروع ہوا۔ اس علاقے میں حضرت مفتی صاحب قبلہ اور ان کے والد ماجد اور نانا محترم کے مریدین کی بھی خاص تعداد ہے۔ یہاں تک کا ہمارا سفر خاصا طویل تھا، ہم چٹا گانگ کے فوجی کینٹ کے علاقہ سے ہو کر گزرے، یہ کینٹونمنٹ ایریا چٹا گانگ کے ہرے بھرے پہاڑی سلسلے کے بہت بڑے رقبے کے درمیان پرفضا جگہ پر واقع ہے، پاکستان کے شہر کوہاٹ اور آزاد کشمیر کے شہر مظفر آباد کے کینٹونمنٹ کے علاقوں سے اس کی بڑی مشابہت ہے۔ شاہراہ بہت صاف ستھری ہے جگہ جگہ چیک پوسٹ سے گزرنا ہوا، رات کے وقت یہاں سے عام سواری نہیں گزر سکتی ہے جب تک کہ اس کے پاس کینٹونمنٹ کا اجازت نامہ نہ ہو لیکن قبلہ مفتی صاحب کی ہر دل عزیز اور معروف شخصیت کی بناء پر ہر جگہ گارڈ نے صرف یہ دریافت کر کے کہ آپ کون ہیں اور کہاں جا رہے ہیں آگے جانے کا سگنل دیدیا۔ ان مقامات سے گزرتے ہوئے راقم ۴۲ رسال قبل کے دور میں پہنچ گیا، فقیر نے محسوس کیا کہ یہ سڑک پر نظر آنے والے چاق وچوبند دستے پاکستانی فوج کے ہیں ویسا ہی لباس وہی چال ڈھال، وہی انداز، احقر راستے میں بنگلہ زبان میں لکھے ہوئے بورڈ کو (جو کبھی اردو میں بھی ہوا کرتے تھے) ان کے نشانوں سے پہچانتے ہوئے اردو میں پڑھتا رہا۔ یہ کینٹونمنٹ ہسپتال ہے، یہ سپاہیوں کی بیرکس ہیں، یہ پریڈ گراؤنڈ ہے، یہ ٹریننگ سینٹر ہے۔ یہ چاند ماری (نشانہ بازی) کا میدان ہے، یہ آفیسرز میس ہے۔ یہ آرمی میڈکل کالج ہے، یہ آرمی اسکول ہے اور یہ آرمی کالج ہے۔ یہ مشرقی کمانڈ کے کور کمانڈ کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ یہاں سے تو ہم اکثر گذرا کرتے تھے، یاالٰہی یہ تو جانی پہچانی جگہ لگ رہی ہے!

ہوں اس کوچے کے ہر ذرّے سے آگاہ
یہاں سے بارہا آیا گیا ہوں

(باقی آئندہ)

﴿تبصرہ نگار: ابو اویس صابری﴾

یادِ حسن (سوانحِ حیات)

مصنف: سید محمد اشرف قادری برکاتی
ناشر: دارالاشاعت برکاتی خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ، ضلع ایٹہ، یو. پی
قیمت: =/100

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کا ذکر قرآن مجید میں محفوظ رکھا ہے۔ اس لحاظ سے اولیاء کرام کا ذکر قلم سے محفوظ کرنا بھی ایک بہت بڑی سعادت ہے۔ نیک بندوں کا ذکر جب قلمی صورت میں محفوظ ہو جائے تو آنے والے لوگوں کے لئے وہ نہ صرف تسکینِ روح کا سامان ہوتا ہے بلکہ بزرگوں کی باتیں مشعلِ راہ بن جاتی ہیں۔

''یادِ حسن'' جہاں حضرت احسن العلماء علیہ الرحمہ کے حالاتِ نورانی کا اجمالی خاکہ پیش کرتی ہے وہاں مریدین ومحبین کو ایک کامیاب زندگی گزارنے کی راہ بھی فراہم کرتی ہے۔ اس کے مطالعہ سے قاری کو روحِ علم وفن، شیریں سخن کا پتہ بھی چل جاتا ہے۔ غرض کہ علم کا سیلِ رواں اور عمل کے خورشیدِ تاباں کی لازوال روداد کا نام ''یادِ حسن'' ہے۔

''یادِ حسن'' کو جہاں پہلی بار چمنستانِ مارہرہ دارالاشاعت برکاتی سے شائع ہونے کا اعزاز حاصل ہے وہاں پاکستان میں برکاتی فاؤنڈیشن ٹرسٹ پہلی منزل، نیک محمد بلڈنگ، برکاتی چوک، چھاگلہ اسٹریٹ، کھارادر، کراچی اس کی اشاعت ثانی کا اعزاز اکرام حاصل کر رہا ہے۔ ''یادِ حسن'' کے مصنف سید محمد اشرف قادری برکاتی صد مبارکباد کے قابل ہیں کہ انہوں نے حضرت مصطفیٰ حیدر حسن رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف کریمانہ اور گھریلو حالات کے ساتھ ساتھ معزز علمائے کرام کے زرّیں خیالات وحقائق کو بھی کتاب میں شامل کیا۔ ساتھ ہی بافیض شعراء کا نذرانۂ عقیدت، عرس کی روئیداد وغیرہ بھی شامل کر کے کتاب کو ایک گنجینۂ فیض بنا دیا۔ گویا انہوں نے آئندہ لکھنے والوں کیلئے ایک ایسی معتبر تصدیق شدہ دستاویز تیار کر دی کہ آنے والے قلم کار جس جس وصف پر تحریر وتصنیف کا ذوق رکھتے ہوں سیراب ہوتے رہیں۔

عالم اسلام کے نامور سپوت ڈاکٹر محمد حمید اللہ

مرتب: پروفیسر خواجہ قطب الدین
پبلشرز: فرید پبلشرز، اردو بازار، کراچی (پاکستان)
قیمت: ۲۰۰ روپے

ڈاکٹر حمید اللہ عالم اسلام کی ایک معروف علمی شخصیت ہیں۔ ان کے شاگرد اور مداح ہزاروں کی تعداد میں ساری دنیا میں بالخصوص یورپ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ترکی، فرانسیسی، جرمن، اردو، عربی، روسی، اطالوی، اور متعدد زبانوں میں انہوں نے، بقول خود ان کے ایک ہزار سے زائد مقالے اور تین سو کے لگ بھگ کتابیں اور رسالے تصنیف کیے جس کے احاطہ کیلئے مستقل کسی ادارے کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن مجید فرقان حمید کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ ہے جو عربی متن کے ساتھ شائع ہوا اور لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکا ہے۔ آپ کا دوسرا اہم تصنیفی کام سیرت طیبہ پر فرانسیسی زبان میں ۲؍جلدوں (فی جلد ۵۰۰ صفحات) پر مشتمل کتاب ہے۔

الجوھر الثمین

تالیف لطیف: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
تحقیق وترجمہ: ڈاکٹر محمد یونس قادری
صفحات: ۸۰ ھدیہ: ۳۰؍روپے
ناشر: شیخ عبدالحق اکیڈمی (کراچی، پاکستان)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف عالیہ میں مدارج النبوت اور جذب القلوب الی دیار المحبوب وہ معرکۃ الآراء کتب سیرۃ نبوی ﷺ ہیں جنکا ایک ایک لفظ عشقِ رسول ﷺ میں ڈوبا ہوا ہے۔ جذب القلوب آپ نے اپنے سفرِ حج سے واپسی کے بعد ۱۰۰۱ ہجری میں دہلی میں مکمل کی اس کتاب کا آخری باب جو ''سید الکائنات ﷺ پر درود بھیجنے اور اس کے فضائل کا بیان'' کے نام سے موسوم ہے بعد میں کچھ سچے اور پاک باطن بھائیوں اور خلوص ومحبت والے فقیروں کی درخواست پر مذکورہ باب میں اضافہ کر کے اسے علیحدہ رسالے کی شکل دی اور اس کا نام رکھا ''ترغیب اہل السعادات علیٰ تکثیر الصلوٰت علی سید الکائنات ﷺ (خوش نصیب لوگوں کو کائنات کے سردار ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنے پر راغب کرنا)۔

اس کا اردو ترجمہ الجواھر الثمین (قیمتی موتی) کے نام سے محترم ڈاکٹر محمد یونس قادری ریسرچ اسکالر کراچی یونیورسٹی نے بہت محنت اور جانفشانی سے کیا ہے

دورونزدیک سے*

محمد سلیم چوہدری (تربیلہ ڈیم ہری پور)

''معارف رضا'' باقاعدگی سے موصول ہورہا ہے الحمدللہ۔ موضوعات بہت ہوتے ہیں لیکن صفحات اتنے کم ہوتے ہیں کہ تشنگی کم نہیں ہوتی بلکہ یوں کہیے کہ موضوع سے انصاف بھی نہیں ہوتا۔ عرصہ دراز کے بعد محترم ''سلیم اللہ جندراں'' کی تحریر نظر آئی اور وہ بھی ''دورونزدیک'' میں۔ ایم۔اے (TEFL) کی ڈگری ملنے کی انہیں بہت بہت مبارک ہو۔ ڈاکٹر سید شاہد علی نورانی مدظلہ العالی کو Ph.D کی ڈگری ملنے پر بہت بہت مبارک ہو، بہت بڑی خوشی کی نوید ہے کہ شیخ الاسلام امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی شخصیت پر Ph.D کی 16 ڈگریاں جاری ہوچکی ہیں، الحمدللہ! امام احمد رضا قدس سرہ کی عربی شاعری اور عربی زبان پر محترم ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کی گرفت کے متعلق بڑے اچھے تاثرات انہوں نے دیئے تھے۔ پھر حضرت مولانا عبدالستار نیازی علیہ الرحمہ کو انہوں نے اپنا آئیڈیل قرار دیا تھا، ان کے تاثرات پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی تھی۔ حدیثِ نور کے مخطوطے کی بازیافت کی نوید پر بڑی خوشی ہوئی۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز کی کتب اور فتاویٰ رضویہ کی عربی میں اشاعت کی خوشخبری بڑی خوش آیند ہے کاش یہ کام پچاس سال پہلے ہوا ہوتا۔ بہرحال دیر آید درست آید۔ علامہ عبدالستار حبیب ہمدانی ''مصروف'' برکاتی نوری مدظلہ عالی کی خدمت میں اس حقیر کا پرخلوص ہدیۂ تبریک پہنچادیں۔ اصدق الصادقین سید المتقین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات اقدس پر آپ کا اداریہ خاصے کی چیز ہے۔ بہت خوب! بخدا آپ کی تحریر پڑھ کر ایمان تازہ ہوگیا، جزاکم اللہ احسن الجزاء اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ ہو!

تفسیر رضوی کیلئے آپ نے صرف ایک صفحہ مختص کیا۔ اس ایک صفحہ نے تشنگی میں مزید اضافہ کیا۔ افکار رضا ممبئی (انڈیا) بھی ماشاءاللہ بہت خوب جارہا ہے۔ خوبصورت کے ساتھ ساتھ خوب سیرت بھی ہے۔ آپ کا مقالہ ''اہل تصوف کا تصور جہاد'' جو کتابی صورت میں رضا اکیڈمی شائع کرچکی ہے اگر اس کی ایک پانی عنایت ہوجائے تو عنایت ہوگی۔

ڈاکٹر معراج الاسلام (سہرام، بہار، انڈیا)

آپ کے عنایت کردہ شمارہ ''معارف رضا'' کا تحفہ مولانا ملک الظفر سہرامی صاحب کے ذریعہ ملا، آپ نے فقیر کی ایک دیرینہ خواہش پوری کردی۔ یہ میرے لئے ایک عظیم دستاویز ہے۔ حسن شریفی رضوی قدس سرہ کے ملفوظات و تعلیمات کو ڈھیرے ڈھیرے منظر عام پر لانے کی کوشش کررہا ہوں اور کام بھی جلد ہی منظر عام پر آرہا ہے، وہ بھی آپ حضرات کی خدمت میں پیش کی جائے گی۔ دعا فرمائیں کہ کام درستگی سے ہوتا رہے۔ آپ حضرات کا نہ صرف پاکستان بلکہ پورے برصغیر میں مسلک اعلیٰ حضرت پر جو تحقیقاتی کام انجام ہورہا ہے اس میں یہ ادارہ نمبر ایک پر ہے۔ جس سے مسلک اہلسنّت و جماعت کا خوب فروغ ہورہا ہے۔ واقعی آپ لوگوں کی کوشش قابل ستائش اور قابل مبارکباد ہے۔

ڈاکٹر صابر سنبھلی (سنبھل، یو۔پی، انڈیا)

''معارف رضا'' (اردو) تو ملتا ہی رہتا ہے۔ (چند شمارے کو چھوڑ کر سبھی موصول ہوئے۔ جن کی تفصیل آگے آئے گی) لیکن آپ نے معارف رضا کے عربی اور انگریزی ایڈیشن شائع کرکے سنیت کی بڑی خدمت کی ہے اور انگریزی ایڈیشن یورپی ممالک میں و عربی ایڈیشن عربی ممالک میں بڑی تعداد میں پہنچنا چاہیے۔ ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کی تصنیف ''امام احمد رضا اور علم صوتیات'' امام احمد رضا کے علم سائنس کے صرف ایک پہلو کی جھلک پیش کرتی ہے مگر بڑی جامع کتاب ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بڑی محنت بڑی کاوش اور تحقیق انیق سے کام لے کر یہ کتاب مرتب فرمائی، مولائے تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے، میری طرف سے مبارکباد۔ ''ائینہ رضویات'' کی جلد چہارم موصول ہوئی ہے۔ یقیناً اس سے پہلی جلدیں بھی ایسی ہی مفید ہوں گی۔ ابھی سلسلہ ختم نہیں ہوا، محقق کے بارے میں دانستہ اور منظم طور پر پھلائی جارہی ہے۔ فاضل مرتب نے بڑی کاوش سے کام لیا ہے۔ The reformer of Muslim World بھی انگریزی طبقے سے امام اہلسنّت کا تعارف کرانے کی عمدہ سعی ہے۔ مولائے تعالیٰ آپ کو ان کارہائے خیر کے لئے اجر عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)

---

* (مکتوب نگار کی آراء سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ مدیر)

ذکر وفکر رضا..........جرائد و رسائل میں

مرتبہ: حکیم قاضی عابد جلالی

☆..........افکار رضا (سہ ماہی) ممبئی۔ جنوری تا مارچ ۲۰۰۴ء

ترجمہ کنز الایمان کا لسانی جائزہ	ڈاکٹر صابر محمد سنبھلی	جلد ۱۰، شمارہ ۱، ص ۴
ترجمہ کنز الایمان کا لسانی جائزہ	ڈاکٹر محمد صابر سنبھلی	جلد ۱۰، شمارہ ۲، ص ۲
اعلیٰ حضرت کے ایک شعر کی ترجمانی قاسم نانوتوی کی زبانی	محمد نعیم برکاتی	جلد ۱۰، شمارہ ۲، ص ۱۷

☆..........نور الحبیب، بصیر پور، جولائی ۲۰۰۴ء

پاکستان میں افکار رضا کے زاویے	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی	جلد ۱۶، شمارہ ۷، ص ۶۱

☆..........ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف، جولائی ۲۰۰۴ء

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت	مولانا حسن رضا خاں	جلد ۴۴، شمارہ ۷، ص ۲۲
اعلیٰ حضرت کی شخصیت	ڈاکٹر سید اظہر علی	جلد ۴۴، شمارہ ۷، ص ۵۶
بدایوں میں مسلک اعلیٰ حضرت کا فروغ	عبد الرسول قادری	جلد ۴۴، شمارہ ۷، ص ۴۳

☆..........ماہنامہ جہان رضا، لاہور، مئی - جون ۲۰۰۴ء

پاکستان میں افکار رضا کے زاویے	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی	شمارہ نمبر ۱۱۷، ص ۹
حسن رسول کی رعنائیاں و حدائق بخشش	ڈاکٹر محمد اشرف جلالی	شمارہ نمبر ۱۱۷، ص ۴۵
سلام رضا پر مضامین کا جائزہ	نسیم احمد صدیقی	شمارہ نمبر ۱۱۷، ص ۵۵

☆..........ماہنامہ فیضان مصطفےٰ، اوہ کینٹ، جولائی ۲۰۰۴ء

حدائق بخشش	ڈاکٹر جمیل جالبی	شمارہ ۱۳، ص ۴۶

☆..........ماہنامہ معارف رضا، کراچی، جولائی ۲۰۰۴ء

امام احمد رضا کا مشن.....عشق و علوم رسول کا ابلاغ	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری	شمارہ ۴۷، ص ۳
ابراہیم دھان مکی کا خاندان اور فاضل بریلوی	محمد بہاء الدین شاہ	شمارہ ۴۷، ص ۱۲
فروغ رضویات کا سفر	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری	شمارہ ۴۷، ص ۱۹
امام احمد رضا کے سائنسی نظریات	فیضان المصطفیٰ مصباحی	شمارہ ۴۷، ص ۲۸

☆..........ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، جون ۲۰۰۴ء

امام احمد رضا کا محدثانہ مقام	مبارک حسین مصباحی	جلد ۲۸، شمارہ ۶، ص ۲۸

☆..........ماہنامہ جام نور، دہلی، جولائی ۲۰۰۴ء

اعلیٰ حضرت کے ایک گم شدہ خلیفہ، مولانا سید غیاث الدین سہسرامی	مولانا محمد ملک الظفر سہسرامی	جلد ۲، شمارہ ۲۱، ص ۱۴

معارف کتب

مرتبہ: **سید محمد خالد سراج قادری**

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا میں پاکستان اور بیرونی دنیا سے کثیر تعداد میں کتب پہنچتی ہیں۔ ان پر مختصر تعارف کا نیا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ کتابیں بھجوانے والے حضرات تعارف کتب ورسائل کے لئے دو جلدیں ارسال کریں۔ ادارہ اپنی لائبریری کیلئے عطیہ کتب بھی شکریہ کے ساتھ قبول کرتا ہے۔ اہل ذوق توجہ فرمائیں۔ (ادارہ)

''البتّار''

مصنف: علامہ سراج رضوی

زیر نگرانی: مولانا ابوالخیر محمد الطاف قادری رضوی

صفحات: ۳۰۰ ھدیہ درج نہیں

ناشر: ادارۂ تحقیقات اہلسنّت، مزار شریف حضرت منگھوپیر علیہ الرحمۃ

یہ کتاب حضرات اہل اللہ کے گستاخوں کیلئے ایک تلوار بے نیام ہے اور فتنہ بد مذہبیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کیلئے بند کی حیثیت رکھتی ہے۔ عظمتِ نبوت اور رفعت ولایت پر ایک خوبصورت تصنیف ہے۔

''نذر مجاہد ملت''

مرتب: علامہ محمد صادق قصوری

صفحات: ۲۵۳ ھدیہ: =/۱۲۰روپیہ

ناشر: زاویہ پبلیشرز، مرکز الاویس (ستا ہوٹل) دربار مارکیٹ، لاہور

نذر مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کی زندگی، تحریک پاکستان اور استحکام پاکستان سے متعلق اُن کی خدمات، حالات اور واقعات پر مشتمل ہے۔ فاضل مرتب نے سوانح نگاری کے اصولوں کے مطابق مجاہد ملت کی حیات کے تمام پہلوؤں پر تفصیلاً روشنی ڈالی ہے۔

''آثار قیامت''

مصنف: مفتی محمد اختر رضا خاں قادری الازہری، بریلوی

صفحات: ۹۶ ھدیہ: ۲۰روپیہ ڈاک ٹکٹ

ناشر: ادارۂ معارف نعمانیہ ۳۲۳، شاد باغ، لاہور، پاکستان

یہ کتاب آثار قیامت پر ''علامات صغریٰ'' سے متعلق حدیث پر مشتمل ہے جو تقریباً ۲۷ نشانیوں کو محیط ہے۔ قابل مطالعہ ہے۔

''صلوٰۃ الرسول'' (یعنی امام الانبیاء کی نماز)

مصنف: سید محمد سعید الحسن شاہ

صفحات: ۴۴۰ قیمت: =/۱۳۵روپیہ

ناشر: مکتبۂ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے، فیصل آباد، پاکستان

اس کتاب میں نماز کا وہ طریقہ بیان کیا گیا ہے جو حضور اکرم نبی محتشم ﷺ نے اپنی امت کو سکھایا اور فرمایا! ''صلواۃ'' یعنی نماز اس طرح ادا کرو جس طرح مجھے ادا کرتا دیکھو' (بخاری شریف) تمام عاشقان رسول کیلئے ایک منفرد کتاب ہے۔

''فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا''

مقالہ نگار: مولانا غلام مصطفیٰ مجددی

صفحات: ۲۴ ھدیہ: ۱۰روپیہ ڈاک ٹکٹ

ناشر: رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

مسجد رضا، رضا چوک، محبوب روڈ، چاہ میراں، لاہور

دعا کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ حکم خداوندی ہے کہ جو مجھ سے دعا نہیں مانگتا اس پر غضب فرماتا ہوں۔ اجتماعی دعا سے متعلق حدیث مبارکہ اور قرآن پاک کے ارشاد سے دلیل پیش کی گئی ہے۔

☆☆☆